CENTRAL LIBRARY OF ASTAN QUDS
اردو FOREIGN BOOKS ۸۱ دی
NUMBER ۱۹۱۲ DATE ۰۰(۱) ۲۸۶/۱۱۰
اهدائی مولف محترم
به کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی
۲۹۷/۰۷۶
ج ۹۳ ز

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

الحمد للہ الذی کفیٰ وصلواۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی ۔

میرے ایک محترم دوست جناب شاہ نواز یوسف صاحب نے 45 ۔ 46 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ مجھے دیا کہ ان کے جوابات مطلوب ہیں ۔ ان سوالات پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی سوالوں کی ترتیب ۔ اسلوب ۔ الفاظ انکی نشست سے محسوس ہوتا ہے کہ کسی منصوبے کے تحت سوالات بنائے گئے ہیں یہ مقصد کیا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے حالات نے مشاہدات نے بدگمانی پیدا کی ۔ بیرون ملک سے ایک صاحب کراچی تشریف لائے رضویہ کالونی کا انتخاب کیا اور عزاداری پر ریسرچ شروع کی ہم یہاں کراچی میں 1950 سے رہتے ہیں ۔ ہمیں نہیں معلوم کراچی میں شیعہ حضرات کی کتنی مساجد و امام بارگاہیں ہیں ۔ انکی وسعت کیا ہے ۔ کتنے لوگ نماز میں کس وقت جمع ہوتے ہیں کتنے مجالس میں شرکت کرتے ہیں اسی ریسرچ کی آڑ میں سارے کوائف اور خدا جانے کیا کیا Data جمع کرلیا ۔ انکو مالی منفعت کے ساتھ Phd کی ڈگری مل گئی اسی طرح ایک صاحبہ نے کوئٹہ کو مستقر بنایا وہاں بھی اسی قسم کے اور دیگر مطلوبہ Data جمع کرلئے Phd ہو گئیں ۔

ڈاکٹر پروفیسر جناب حسن صاحب قبلہ کو بھی کنیڈا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری معہ دیگر مراعات

۲۹۷/۰۷۶
ج ۹۳ ز
پانچ شد
سازمان کتابخانه ها، موزه ها و مرکز اسناد آستان قدس رضوی

اداره مخطوطات

نام کتاب	چند اهم سوالات اور انکی جواب
مولف	زین العابدین
موضوع	اسلام - پرسش ها و پاسخ ها ; زبان: اردو
سال چاپ	— ; محل چاپ: کراچی
کاتب	—
طول	۲۱ ; عرض: ۱۴ ; شماره صفحه ها: ۱۸ + ۹۴
شماره عمومی	۳۴۰۴۶ ; کتابخانه / بخش
وقفی / خریداری	اهدایی از مجرّان (اهدایی زین العابدین) ; تاریخ
مصور ☐	درشتی ☐ ; گراوری ☐ ; افست ☐
ملاحظات	

۷۰۰

اهدائی مولف محترم
به کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی

CENTRAL LIBRARY OF ASTAN QUDS
اردو
FOREIGN BOOKS ۸۱ دی
NUMBER ۱۹۱۲ DATE ۰۰(۱) ۸۹/۱۱۰
۲۹۷/۰۷۶
ح۹۳ز

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

الحمد للہ الذی کفٰی وصلواۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی -

میرے ایک محترم دوست جناب شاہ فواز یوسف صاحب نے 45-46 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ مجھے دیا کہ ان کے جوابات مطلوب ہیں - ان سوالات پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی سوالوں کی ترتیب - اسلوب - الفاظ انکی نشست سے محسوس ہوتا ہے کہ کسی منصوبے کے تحت سوالات بنائے گئے ہیں یہ مقصد کیا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے حالات نے مشاہدات نے بدگمانی پیدا کی - بیرون ملک سے ایک صاحب کراچی تشریف لائے رضویہ کالونی کا انتخاب کیا اور عزاداری پر ریسرچ شروع کی ہم یہاں کراچی میں 1950 سے رہتے ہیں - ہمیں نہیں معلوم کراچی میں شیعہ حضرات کی کتنی مساجد و امام بارگاہیں ہیں - انکی وسعت کیا ہے - کتنے لوگ نماز میں کس وقت جمع ہوتے ہیں کتنے مجالس میں شرکت کرتے ہیں اسی ریسرچ کی آڑ میں سارے کوائف اور خدا جانے کیا کیا Data جمع کرلیا - انکو مالی منفعت کے ساتھ Phd کی ڈگری مل گئی اسی طرح ایک صاحبہ نے کوئٹہ کو مستقر بنایا وہاں بھی اسی قسم کے اور دیگر مطلوبہ Data جمع کرلئے Phd ہو گئیں -

ڈاکٹر پروفیسر جناب حسن صاحب قبلہ کو بھی کنیڈا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری معہ دیگر مراعات

Prof. Syed Zainul Abdin.
thr.
Engr. Sajid Raza Haidri
B-11- Q. Block
North Nazimabad.
Karachi.-
Pakistan.

1. حدیث منزلت
2. سوالات وجوابات
3. اذان ومسئلہ تحریف قرآن
4. کچھ سوالات عزا کے متعلق
5. حدیث طیر

۷۰۰

CENTRAL LIBRARY OF ASTAN QUDS
اردو
FOREIGN BOOKS ۸۱ دی
NUMBER ۱۹۱۲ DATE ۰۰(۱) ۲۸۶/۱۱۰
اهدائی مولف محترم
به کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی
۲۹۷/۰۷۶
ح ۹۳ ز

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ الذی کفٰی وصلواۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی۔

میرے ایک محترم دوست جناب شاہ نواز یوسف صاحب نے 45-46 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ مجھے دیا کہ ان کے جوابات مطلوب ہیں۔ ان سوالات پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی سوالوں کی ترتیب۔ اسلوب۔ الفاظ انکی نشست سے محسوس ہوتا ہے کہ کسی منصوبے کے تحت سوالات بنائے گئے ہیں یہ مقصد کیا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے حالات نے مشاہدات نے بدگمانی پیدا کی۔ بیرون ملک سے ایک صاحب کراچی تشریف لائے رضویہ کالونی کا انتخاب کیا اور عزاداری پر ریسرچ شروع کی ہم یہاں کراچی میں 1950 سے رہتے ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کراچی میں شیعہ حضرات کی کتنی مساجد وامام بارگاہیں ہیں۔ انکی وسعت کیا ہے۔ کتنے لوگ نماز میں کس وقت جمع ہوتے ہیں کتنے مجالس میں شرکت کرتے ہیں اسی ریسرچ کی آڑ میں سارے کوائف اور خدا جانے کیا کیا Data جمع کرلیا۔ انکو مالی منفعت کے ساتھ Phd کی ڈگری مل گئی اسی طرح ایک صاحبہ نے کوئٹہ کو مستقر بنایا وہاں بھی اسی قسم کے اور دیگر مطلوبہ Data جمع کرلئے Phd ہو گئیں۔

ڈاکٹر پروفیسر جناب حسن صاحب قبلہ کو بھی کینیڈا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری معہ دیگر مراعات

برائے کتب خانہ امام رضا (ع)
ح ۹۳/
سازمان کتابخانه ها، موزه ها و مرکز اسناد آستان قدس رضوی
اداره مخطوطات
نام کتاب: چند اہم سوالات اور انکے جواب
مولف: زین العابدین
موضوع: اسلام - پرسشها و پاسخها — زبان: اردو
سال چاپ: — — محل چاپ: کراچی
کاتب: —
طول ۲۱ — عرض ۱۴ — شماره صفحه ها ۱۸ + ۹۲
شماره عمومی ۳۴۰۳۶ — کتابخانه / بخش
وقفی / خریداری: اهدایی از محترم (اهدایی زین العابدین) — تاریخ
مصور ☐ درسی ☐ گراوری ☐ افست ☐
ملاحظات
۷۰۰

ی پیشکش ہوئی تھی شرط صرف یہ تھی مقالے کا نتیجہ جو وہ کہیں وہی نکلنا چاہیئے
ڈاکٹر صاحب کے الفاظ ہیں میں نے دل میں کہا میرا دین ایمان کوئی بیچنے کے قابل
چیز نہیں ہے پیشکش ٹھکرا دی۔

ایسے ادارے بھی ہیں جہاں ہر مکتب فکر کے لوگ بڑی بڑی تنخواہوں پر کام
کر رہے ہیں جن کا کام ہی یہ ہے کہ ایسے ایسے نکات ڈھونڈ کر نکالیں جن سے
مسلمانوں کی تقسیم در تقسیم کا عمل تیز کیا جا سکے یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی
چونکہ انبیاء اور آئمہ شریعت ظاہری پر عمل کرتے انہی کی تاسی کرتے ہوئے
جن سوالات کو مناسب سمجھونگا انکے جوابات کی کوشش کروں گا میں بلا خوف تردید
کہہ سکتا ہوں کہ سوالات کا مقصد افہام و تفہیم ہرگز نہیں ہے۔

میں یہ واضح کر دوں کہ میں کوئی عالم دین نہیں ہوں نہ علم دین یا ہسٹری کبھی میرا موضوع
رہا ہے میرے پاس علم دین کی کوئی سند نہیں ہے بھائی نہ عربی آتی ہے نہ فارسی بس اللہ کا
کرم ہے جو جوابات اسکی طرف سے عطا ہو جائینگے پیش کر دوں گا کوشش یہی ہوگی کہ
جو کچھ عرض کروں وہ فریقین کی کتب سے ثابت ہوں۔

88 کتب | سب سے پہلے 88 کتب کی فہرست دی گئی ہے اور سوال کیا گیا ہے کہ یہ تمام کتابیں
اہل شیعوں کے درمیان کیا مقام رکھتی ہیں آیا یہ کتابیں مستند ہیں یا محض گھڑت اور اسکو
شیعہ حضرات کس نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کتابوں کے جو مصنفین ہیں وہ جھوٹے ہیں
یا سچے اور اگر یہ مصنفین حضرات صحیح نہیں ہیں تو انکے ماضی کے متعلق معلومات فراہم کریں
شکریہ

88 کتب جبکہ کئی ایسی ہیں کہ انکی کئی کئی جلدیں ہیں مثلاً بحار الانوار ہی لے لیجئے۔
اتنی ساری کتب پر کما حقہ تبصرہ کیلئے دس بیس سال بھی کم ہونگے۔ شیعوں کے پاس آپکے
یہاں جیسے ادارے کہاں۔ کبھی لکھنؤ میں راجے نواب سرپرستی کرتے تھے جائدادیں تھیں تو
ممکن تھا ہر وقت سو پچاس آدمی کام کرتے رہتے تھے۔ بہرحال ایک جملہ سن لیجئے وہ یہ کہ
شیعوں نے اپنی کسی کتاب کو کبھی مکمل صحیح نہیں کہا کسی کتاب کے ساتھ نہ ملے گا کہ صحیح فلاں
شیعوں کی جو کتابیں بھی لکھی گئیں وہ آپکے یہاں کی طرح حکومتوں کی سرپرستی میں نہیں لکھی گئیں
لکھنے والوں کو اللہ جزائے خیر دے۔ کن مشکلات میں وہ قدیم کتابیں جو اصل ماخذ کی
صورت رکھتی ہیں لکھی گئیں اسکا اندازہ ہم ہی کر سکتے ہیں۔

جہاں شیعت جرم ہو ایسی کہ اگر غلطی سے ماں باپ نے بچے کا نام علی رکھ دیا تو اسکے قتل
کیلئے یہی جواز کافی تھا۔

جہاں ماں کی گود میں بچے قتل کر دیئے جاتے ہوں اور ماں بیچاری پاگل ہو گئی ہو (جو سب
اسلام کے نام پر حکومت کرنے والوں کے کارنامے ہیں) جہاں سادات کے خون کے
گارے سے دیواریں بنتی ہوں جہاں سادات کو دیواروں میں زندہ چنا جاتا ہو جہاں
ایک ایک روز میں ہزاروں بےگناہ قتل کئے جاتے ہوں اور بعد قتل قاتل قہقہے
لگاتے ہوں اور ان کو انعامات سے نوازا جاتا ہو۔

ان کتب پر گفتگو کرتے وقت ماحول کو ذہن میں رکھتے ہوئے خدا کو حاضر ناظر
جانتے ہوئے انصاف سے دیکھیئے گا تو انشاءاللہ حقائق کھلتے جائیں گے۔

آپکے یہاں صحاح ستہ ہیں ان میں بھی کیسی کیسی احادیث جمع ہو گئیں کہ راجپال نے
(خدا اسے جہنم واصل کرے) رنگیلا رسول لکھ ڈالا۔

ہماری کوئی کتاب الف تا یے آپکی صحاح کی طرح نہیں ہیں میرے محترم ہر حدیث ہر روایت کو
پرکھنا پڑتا ہے جملہ معیاروں میں ایک اہم معیار یہ بھی ہے کہ قرآن کے مطابق ہے کہ نہیں
یہ تو ہو گیا آپکے پرچے کا جواب جو فہرست کتب کے ساتھ پیوست ہے۔

آپکی علمیت۔ علم دوستی تو آپکے الفاظ سے ہی عیاں ہیں "من گھڑت" سیتے ہیں جھوٹے
وغیرہ طرز تخاطب سبحان اللہ۔ آجکے دور میں تو کوئی اپنے ملازم سے بھی اس طرح
گفتگو نہیں کرتا۔ آپ نے سلام علیکم کے بجائے آداب لکھا جو ہم ہندوؤں سے کہتے تھے۔
آپ نے آخر میں شکریہ لکھا ہے ہمیں اسکی نہ ضرورت ہے نہ حاجت۔ ہم نے اللہ کے واسطے
جو کچھ ہو سکا عرض کیا ہے وہی ہماری سعی کو قبول کرنے والا ہے اسی کا آسرا ہے اسی
سے یہ بھی دعا ہے کہ ہماری اس تحریر سے کوئی غلط / ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
بلکہ تلاش حق میں تحریر ممد ثابت ہو۔

سوال نمبر ۳۔ حضور کائنات میں سب سے افضل سب سے اعلیٰ تھے یعنی انسانی مخلوقات
میں سب سے افضل انبیاؤں میں حضور سب سے افضل تھے آپکی نظر میں حضور کو نور
سے بنایا ہے نور کیا ہوتا ہے اللہ کے اعضا کا ٹکڑا دوسرا آپکی نظر میں حضور کو
علم غیب تھا۔ علم غیب کیا ہوتا ہے اسکی تفصیل۔

سوال نمبر ۴۔ اسلام اعلانِ نبوت میں اسلام لانے والوں میں بچوں میں حضرت علیؑ

عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اور مردوں میں حضرت ابوبکرؓ تھے اور تین اور آدمی
اسلام لائے لیکن وہ غلام تھے کسی غیر مسلم کے تو ان کو کس نے خرید کر آزاد کیا۔

الجواب:۔ کائنات کی حد تک کو کسی حد تک مان لیا لیکن یہ افضل تھے مجھے اس
لفظ تھے پر اعتراض ہے۔ آپ اذان میں اقامت کیا کہتے ہیں اشہد ان محمد
رسول اللہ۔ کیا عقیدہ ہے آپکا کہ محمد اللہ کے رسول تھے۔ یا ہیں جب اب بھی رسول ہیں
اگر کوئی غیر مسلم کہے کہ رسول ہیں تو آج کے دور کا معجزہ ہم کہیں گے کہ جناب آج کا دور
تیز رفتاری کا ہے تو لیجئے جواب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج پر گئے انتہا
تک اور تمام آیات دیکھ کر واپس بھی آگئے زنجیرِ در ہلتی رہی۔ اگر کوئی کہے کہ جی آپکا
عقیدہ تو ہے روحانی معراج کا تو ہم عرض کریں گے وہ مذہب اہل حکومت ہے ہمارا نہیں
ہم جسمانی معراج کے قائل ہیں جب روحانی کہا گیا اسی وقت امام جعفر صادقؑ نے اصلاح
کر دی۔ جب اب بھی رسول ہیں تو اب بھی افضل ہیں۔ اور آگے آپ نے فرمایا یعنی
انسانی مخلوقات میں سبحان اللہ جن و ملک وغیرہ سے کیا خیال ہے افضل نہیں۔
قرآن میں اللہ پاک کا ارشادِ گرامی ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین عالمین
کیلئے رحمت۔ جو شئے رحمت ہو وہ افضل ہوتی ہے ایسی رحمت جسکی وجہ سے عالمین
خلق ہوئے حدیث لولاک لما خلقت الافلاک اس پر دال ہے۔ رہ گیا عالمین
اللہ نے اپنے لئے کہا رب العالمین۔ پس جہاں جہاں اس مالک حقیقی کی ربوبیت وہاں
وہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحمت، ہمارا تو یہی عقیدہ ہے

آپ جو چاہیں کہیں لوگ اللہ ہی کو نہیں مانتے ان سب کے علاج کیلئے ہم مکلف نہیں ہیں اب بات نور کی ہے تو حضورؐ کا ارشاد پاک (متفق علیہ) ہے اول ما خلق اللہ نوری ممکن ہے وسوسۂ شیطانی ہو کہ آپکی اس بحث کی عمارت اس حدیث پر تعمیر ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق کیا - اس حدیث کو کوئی مانتا ہے کوئی نہیں مانتا حالانکہ واضح آیت ما ینطق عن الھویٰ ...... بہر حال آپ کی تسلّی کیلئے ایک آیت بھی پیش کر دیتے ہیں ملاحظہ قرآن پارہ ۲۵ - سورۂ زخرف ۴۳ واں سورہ آیت نمبر ۸۱

وانا اول العابدین - میں سب سے اول اسکی عبادت کرنے والا ہوں - اچھا فرشتے یا دیگر مخلوقات عبادت گزار ہیں کہ نہیں - معلوم ہوا سب مخلوقات سے پہلے اللہ کی عبادت عالمِ نور میں حضور کیا کرتے تھے - حدیث اول ما خلق اللہ نوری قرآن کے مطابق ہے مخالف نہیں - وما علینا الا البلاغ -

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق کیا - سبحان اللہ کیا بات ہے آپکی بھی "اللہ کے اعضاء کا ٹکڑا) بھائی واہ واہ - "اللہ کے اعضاء کا ٹکڑا" کیا وہ قادرِ مطلق ایک نور خلق نہیں کر سکتا تھا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم -

اللہ قابلِ تقسیم کوئی شئے نہیں ہے وہ احد ہے وہ نورِ اقدس جو سب سے پہلے خلق ہوا ہوتے ہوتے صلب جناب آدم میں آیا اور پاک اصلاب و پاک ارحام سے منتقل ہوتا (القرآن) صلب جناب عبد المطلب تک پہونچا - یہاں سے ایک جز جناب عبد اللہ اور ایک جز جناب ابو طالبؑ میں منتقل ہوا ایک سے جنابِ سرورِ کائنات اور دوسرے سے انکے وصی جناب علیؑ کی

تخلیق ہوئی - ارشاد فرمایا :

انا و علی من نورٍ واحد - میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں علم غیب پر گفتگو آگے آئیگی ربطِ مضمون کے لحاظ سے چوتھے سوال کا جواب بھی یہیں ہو جائے -

یہ بھی واضح رہے کہ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے - اب اگر میں آپ سے پوچھوں کہ آپکا بچہ کب مسلمان ہوا - آپ کہیں گے کہ جناب ہم جدی پشتی مسلمان ہیں یہ سوال ہی غلط ہے بس علیؑ کیلئے یہ کہنا ہی غلط ہے کہ وہ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں وہ بہ نص قرآن وحدیث جدی پشتی مسلمان اُن کے لیئے یہ تصوّر ہی غلط ہے کب اسلام لائے کب وہ مسلمان نہ تھے ؟ حدیث پھر دہرا لیں - انا و علیؑ من نورٍ واحد

البتہ صحابہ کرام کیلئے نمبر دینا کسی حد تک ٹھیک ہے کہ وہ پہلے مشرک ، بت پرست تھے انہوں نے اسلام قبول کیا - حضرت ابو بکر کیلئے مختلف روایتیں ہیں - کوئی کہتا ہے ۵۰ افراد کے بعد (طبری) میں تو یہ عرض کروں گا یہ بھی تحقیق فرما لیجئے انہوں نے کیسے اسلام قبول کیا - جنابِ سیّدہ خاتونِ جنت کیلئے فرمایا : فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے (بخاری شریف) اور حضورؐ جناب سیّدہؑ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوا کرتے تھے آنکے لیئے یہ بھی فرمایا جس نے فاطمہؑ کو اذیّت دی اُسنے مجھے اذیّت دی جس نے مجھے اذیّت دی اُس نے خدا کو اذیّت دی ...... الخ

اور اسکا حشر کیا ہو گا - سورہ احزاب کی آیت درود کے فوراً بعد والی آیت میں دیکھ لیں اور بخاری شریف ہی میں ہے کہ آپکے ممدوحین سے ناراض ہوئیں - ترکِ کلام کیا -

یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ خود تلاش کریں آسانی سے مل جائےگی۔

امام حسنؑ کیلئے فرمایا۔ یہ میرا بیٹا سردار ہے (بخاری شریف) اور حضرت امام حسینؑ کیلئے فرمایا: حسین منی وانا منہ، (ادب مفرد تالیف صاحب سنن امام بخاری)

علم غیب۔ یہ ایک Relative term ہے۔ ایک چیز میرے لئے غیب ہے دوسرے کیلئے نہیں مثلاً میں ایک دیوار کے پاس کھڑا ہوں مجھے کیا معلوم دوسری طرف کیا ہے میرے لئے غیب ہے لیکن جو شخص دیوار پر بیٹھا ہو۔ دونوں طرف دیکھ سکتا ہو بلکہ دیکھ رہا ہو۔ وہی چیز اسکے لئے غیب نہیں ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے معراج پر لے جاکر تمام آیات دکھا دیں (سورۂ اسریٰ۔ القرآن) ایک اور مقام پر ارشادِ ربّ العزت ہے۔ جو آپ نہیں جانتے تھے ہم نے اسکا علم دیدیا۔ علم میں آجانے کے بعد غیب غیب نہیں رہتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: آبشار کو دیکھ کر میں چاہوں تو اس پانی سے گھروں کو/ دنیا کو منور کردوں۔ (نہج البلاغہ) اُس زمانے کے لوگ بھلا کیا سمجھ سکتے تھے لیکن آج ہائیڈرو الیکٹرک سے بچہ بچہ واقف ہے۔

قرآن شریف کی دو آیتیں۔ ماکان لیطلعکم علی الغیب ..... ما یشاء۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علم غیب سے مطلع نہیں کرتا۔ لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے علم غیب کیلئے چن لیتا ہے۔ دوسری آیت۔ عالم الغیب فلا ...... من رسول۔ اللہ پاک علم غیب کسی کو نہیں دیتا سوائے اس رسول کے جس کو وہ پسند کرے۔

چلئے ایک تاریخی ثبوت سن لیجئے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی ام المومنین

حضرت عائشہ سے کہا تھا میری ایک بیوی پر مقام حواءب کے کُتے بھونکیں گے کہیں تم نہ ہونا مستدرک۔ حاکم وغیرہ چنانچہ جب وہ جمل کیلئے جارہی تھیں ایک مقام پر کتے بھونکنے لگے۔ انہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث یاد آئی کہنے لگیں میں آگے نہ جاؤں گی۔ آپکے مقتدر صحابہ کرام نے ۵۰ گواہ پیش کئے یہ مقام حواءب نہیں ہے کہا جاتا ہے۔ اسلام میں سب سے پہلے یہ جھوٹی گواہی پیش کی گئی۔

اتنی مشہور بات ہے کہ آپکو ہر تاریخ و سیرت میں مل جائیگی اس واضح و روشن دلیل کے بعد آپ جو چاہے عقیدہ رکھیں آپکو اختیار ہے۔

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس سے انکار کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو اُس جگہ جلوہ افروز ہوئے کہیں لوگ ان سے بھی توقع نہ کریں کہ غیب کی بات بتاؤ انکی جگہ جو بیٹھے ہو۔ تو کہدو کہ جی رسول کو بھی علم غیب نہ تھا جیسا کہ کہدیا گیا معراج جسمانی نہیں روحانی ہوئی تھی اسکا ذکر اپنے مقام پر دیکھیئے جب اللہ نے تمام آیات دکھا دیں جو نہ جانتے تھے اسکا علم دیدیا تو پھر سوال ہی عبث ہے کہ غیب کا علم تھا کہ نہیں۔

سوال نمبر 5 "حضرت فاطمہؑ کا رشتہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے مانگا تھا حضرت علیؑ کیلئے جب پر حضورؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور کہا تمہارے پاس کیا ہے رسول اللہؐ ایک گھوڑا اور زرہ آپ سے کہا گھوڑا جنگ کیلئے ہے اور زرہ بیچ آؤ۔ آپ زرہ لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس لے جاتے ہیں بیچنے کیلئے آیا یہ درست ہے؟"

پہلی بات تو یہی ہے کہ آپ نے جناب فاطمہ اور حضرت علی کیلئے رضی اللہ لکھا ہے جبکہ دونوں حضرات بلکہ تمام چہاردہ معصومین آیت درود میں شامل ہیں۔ اعتراض ہوا تھا کہ آیت درود میں تو صرف النبی ہے۔ آپ لوگ آل کو کیوں شامل کرتے ہیں ہمارا جواب ہے

۱۔ قرآن میں ہے قیامت میں سب اٹھائے جائیں گے "من فی القبور"۔ تو کیا مطلب ہے جو غرق آب ہوئے یا جنکو درندے کھا گئے وہ نہ اٹھائے جائیں گے۔ ایسا تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ تو معلوم ہوا جہاں جہاں مرنے کے بعد انسان کے اجزاء ہونگے سب ہی قبر میں متصور ہوں گے۔ بالکل اسی طرح جہاں جہاں اجزائے نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوں گے سب آیت درود میں شامل۔

۲۔ بخاری شریف جناب کعب بن عمرہ کی روایت ہے آپ نے درود پڑھنے کا طریقہ بتایا جو عام طور سے درود ابراہیمی کہلاتا ہے اسمیں آل ہے ۳۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر درود تبراء نہ بھیجا کرو۔ صحابہ کرام نے پوچھا درود تبراء کیا ہوتا ہے ارشاد ہوا تم اللھم صلی علی محمد کہکر رک جاتے ہو۔ رکا نہ کرو بلکہ میری آل کو ضرور شامل کر لیا کرو۔ اچھا آیت درود میں وسلموا۔ کی لفظ بھی ہے ان پر سلام بھی ہے اسی لئے ان کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھا جاتا ہے جناب فاطمہ کیلئے سلام اللہ علیھا۔ بخاری شریف میں بھی ہے۔

اصحاب کرام کیلئے ٹھیک ہے رضی اللہ۔ اللہ ان کے اسلام سے راضی ہو کیونکہ انکی زندگی کا کچھ حصہ حالت کفر میں گزرا۔ بہرحال دوسری بات آپ نے لکھا کہ حضرات ابوبکر و عمر نے

جناب سیدہ کا رشتہ علی کیلئے مانگا ان لوگوں نے پہلے اپنے لیئے رشتہ طلب کیا تھا سرکار کا جواب مشکوٰۃ شریف مترجم ص 268 میں ہے سرکار نے فرمایا ابھی عمر چھوٹی ہے

حضرات ابوبکر و عمر کا جناب سیدہ سے عقد کی درخواست کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کا انکار کہ چھوٹی ہے ملاحظہ ہو۔

خصائص نسائی (صاحب سنن نسائی شریف قدیم نسخہ ص 69۔ حدیث نمبر 122

قال خطب ابوبکر و عمر فاطمہ علیہا السلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہا صغیر فخطبھا علی علیہ السلام)

یعنی آپ حضرات کی عمر اور انکی عمر میں تفاوت بہت ہے کفو نہیں ہو سکتے اور علی سے عقد ہوا! اور حضرت علی نے زرہ گھوڑے کے ساتھ تلوار کا بھی نام لیا تھا جو آپ بھول گئے۔ جہاں تک فروخت کرنے کا سوال ہے جب بیچنا ہی ٹھہرا تو کسی کے ہاتھ بیچا جا سکتا تھا۔ اسمیں کسی کی کیا فضیلت ہے۔

سوال نمبر ۶۔ "حضرت ابوبکر رض نے حضور کی زندگی میں امامت کرائی اور پیچھے نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور تمام اصحابوں نے خلیفہ وقت کے دور میں خاص طور سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے دور میں خاص طور سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے دور میں حضرت علی پیچھے نماز پڑھتے تھے یا نہیں۔ ان کے دور میں کسی اور عہدے پر فائض رہے کہ نہیں؟" الجواب۔

پراپوگنیڈہ کا یہ اصول بھی ہے کہ ایک جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ سچ لگنے لگے۔ ایک بیچارہ سچ اگر مفید مطلب نہ ہو اسکو اتنا نظر انداز کرو کہ ذہنوں سے ماؤف ہو جائے لیکن اللہ کا وعدہ ہے کہ حق کو باطل سے ممیز کئے بغیر نہ چھوڑے گا۔

اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپکے جناب کے ممدوح کی اقتدا میں نماز ادا کی تو پھر تو آپکے ممدوح ہی رسول اکرم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہوئے اچھا تو جس طرح آپکے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے ممدوح کے پیچھے نماز پڑھی تو اسی طرح حضرت علی نے بھی آپکے عقیدے کے مطابق آپکے ممدوحین کے پیچھے بقول آپکے نمازیں پڑھی ہونگی اگر آپکے بقول رسول خدا کسی کے پیچھے نماز پڑھ کر بھی رسول شافع محشر۔ رحمت اللعالمین رہ سکتے ہیں تو حضرت علی بھی ان حضرات کے پیچھے نمازیں پڑھ کر بھی خلیفہ بلافصل رہ سکتے ہیں اس قصے کہانی سے آپکو بحمد للہ کوئی فائدہ نہ پہونچے گا۔

اب ذرا بخاری شریف۔ دوسری جلد کی حدیث نمبر 1123 پڑھ لیجئے اس کا آخری جملہ (ترجمہ) ابو بکر نے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ کی تعریف کی اور پیچھے لوٹ گئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ اسکے علاوہ انشاء اللہ ہر معتبر تاریخ میں یہ آپکو مل جائیگا کہ حضرات ابو بکر و عمر نے حکم رسول سے ایک سریہ میں عمر و عاص کی ماتحتی میں جنگ کی اور انکی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔ یہ بات یوں ہی بیچ میں آگئی۔ رہا معاملہ عہدے پر فائض رہے یا نہیں اگر آپ اس دور میں حضرت علیؑ کی اسلامی خدمات جاننا چاہتے ہیں تو یاد رکھئے حضرت علیؑ کا ہر عمل اس آیت کے تحت تھا تعاونوا علی البر

والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ یہاں امر کا صیغہ ہے حکم ہے نیکی و پرہیزگاری میں تعاون کرو۔ اور برائی و گناہ میں تعاون نہ کرو۔ چنانچہ جب بعد رسول لوگ مرتد ہو گئے صرف دو قبیلے کے سوا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا کہ جس کے کل یا کچھ افراد مرتد نہ ہو گئے ہوں مدینہ پر حملے ہو رہے تھے (تاریخ طبری) ناکوں پر حفاظت کیلئے جہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کا نام ہے وہاں اس امر پر مامور حضرت علیؑ بھی تھے اس وقت جبکہ بقول حضرت ابو بکر تمام ملک کافر ہو گیا تھا۔ (تاریخ طبری) اسوقت حضرت علی کا یہ احسان عظیم اسلام اور مسلمانوں کی گردنوں پر قیامت تک باقی رہے گا۔ آپ اگر اسوقت تلوار اپنے حق کیلئے اٹھاتے خانہ جنگی ہوتی نہ مسلمان رہتے نہ اسلام۔ اچھا یہ بھی یاد رہے کہ ہمدرد گار نہ تھے۔ ابو سفیان کی پیشکش ہر تاریخ میں مل جائے گی علی تم اپنے حق کیلئے تلوار اٹھاؤ میں مدینے کو سواروں سے بھر دوں گا آپ نے یہ پیشکش یہ کہکر ٹھکرا دی کہ تم کب سے اسلام کے خیر خواہ ہو گئے۔ حضرت علی کی خدمت کے اعتراف میں حضرت عمر کو کتنی بار کہنا پڑا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

۷۔ سوال: "حضرت علی کی اولادوں جو حضرت فاطمہ رض کے بدن (بطن) سے تھی حضرت حسین رض حضرت حسن رض۔ زینب رض۔ ام کلثوم رض اور ایک بیٹا محسن جس کی وفات بچپن میں ہو گئی تھی آیا درست ہے کہ نہیں؟"

الجواب:۔ اولاد علیؑ و فاطمہ علیہما السلام میں حضرات امام حسنؑ امام حسینؑ اور محسن خواتین میں جناب زینب سلام اللہ علیہا جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا ہوئیں جناب محسن کا اسقاط

ہوا تھا۔ اسقاط اور بچپن کی وفات میں فرق ہے۔ کسی پڑھے لکھے سے پوچھ لیجئے گا۔

اب ذکر آہی گیا تو یہ بھی معلوم فرما لیجئے کہ جناب محسن کا اسقاط کیوں اور کیسے ہوا۔ یہ مسلم ہسٹری کا سیاہ باب ہے جسے ہم غیر مسلموں کے سامنے رکھتے ہوئے بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔

رسولِ اکرم تو فرمائیں میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی سی ہے۔ جس نے رکھا جو سوار ہوا اُس نے نجات پائی جس نے تخلف کیا غرق ہوا۔ مستدرک حاکم ج۔۳۔ ص۔۱۵۰۔۱۵۱

رسول کو کہیں میں اپنے بعد دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن دوسرے میری عترتِ اہلبیتؑ اگر تم ان دونوں سے متمسک رکھو گے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے (ترمذی شریف ج۔۲۔ مترجم کراچی حدیث نمبر ۱۷۲۲۔ ص۔ ۱۷۱، راوی کا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُمت کا سلوک کیا کہیں۔ آج بھی

کراچی میں ڈاکٹر سید آل حسن بہ نام کی وجہ سے شیعہ ہونے کے دھوکے قاتلانہ حملہ کیا۔ خدا جانے بچے کہ مر گئے۔ اسی طرح مورخہ ڈان ۱۱ ستمبر 2001 کراچی ہی میں ماہر تعلیم جناب پروفیسر سید حسن صاحب جو شبلی نعمانی کے نواسے ہیں صرف نام کی وجہ سے شیعہ ہونے کے دھوکے میں قتل کر دیا گیا

بہر حال مختصراً سن لیجئے۔ حضرت علی چونکہ سقیفہ میں تعین کئے ہوئے خلیفہ کو تسلیم نہیں کرتے تھے گوشہ نشین ہو کر گھر میں بیٹھ گئے لہٰذا خلافت کی دوسری منزل پر نظر آنے والے بزرگ آگ اور لکڑیاں لیکر خانہ جناب سیدہ پر تشریف لائے

اور حکم دیا علی کو باہر نکالو ورنہ آگ لگا دیں۔ جناب سیدہ نے کہا اس میں حسن اور حسین بھی ہیں کہا ہونے دیجئے (تاریخ طبری + الامامت و سیاست ج۔۱۔ ص۔۱۲ وغیرہ)

مطالبہ بڑھتا گیا۔ علیؑ باہر نہ آئے آگ لگا دی گئی یہ ہے مذہب اہل حکومت کا اسلام جب شعلے بلند ہوئے جناب سیدہ دروازے پر فریاد کرنے لگیں ابھی میرے بابا (رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کفن بھی میلا نہ ہونے پایا کہ تم کیا کر رہے ہو دروازہ گرا دیا گیا۔ سیدہ زخمی ہوئیں اور محسن شکم مادر میں ہی شہید ہو گئے۔

(الملل والنحل شہرستانی۔ مصر۔ ص ۲۰۔) اور معارج النبوۃ۔ ملا معین کاشفی رکن چہارم باب سوم طبع قدیم۔ نولکشور پریس ص ۴۲ یہ ہے۔

حسنؑ و حسینؑ و زینبؑ و امّ کلثوم و رقیہ و محسن کہ سقط شد و بداں مرض فاطمہ زہرا از جہاں رحلت نمود۔ یعنی جناب سیدہ اسی اسقاط کی وجہ سے دنیا سے گزر گئیں

یہ فاطمہ رسول کی بیٹی ہیں واحد خاتون ہیں جن کے استقبال کیلئے رسولِ رحمت اللعالمین کھڑے ہو جایا کرتے تھے (مستدرک حاکم ج۔۳۔ ص۔ ۱۶۰)

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بی بی گریہ فرمایا کرتیں بابا آپکے بعد مجھ پر وہ مصائب ڈھائے گئے کہ اگر دنوں پر پڑتے تو شب تاریک سے بدل جاتے۔ جس گھر کے دروازے پر آگ اسکی عظمت کیا تھی

تفسیر دُرِ منثور حافظ جلال الدین۔ سورہ نور۔

آیت فی بیوت اذن اللہ ان ترفع کے ذیل میں ہے پوچھا کہ کون سے گھر مراد ہیں

فرمایا انبیاء کے، ابوبکرؓ نے پوچھا کیا علی اور فاطمہ کا گھر بھی اسمیں شامل ہے فرمایا ہاں بلکہ ان سے بہتر ہے۔

سوال نمبر ۸ ۔ ایران کس کے دور میں فتح ہوا اور قیدیوں میں شہزادی شہر بانو لائی گئیں تو خلیفہ وقت نے حضرت حسینؑ کو دیدیا آپ نے ان سے شادی کی جبر انکی بطن سے زین العابدینؑ کا شجرہ چلا" یہ تو ایک علمی اور قدیمی بحث ہے۔ بات گھوم پھر کر وہیں آتی ہے ایک جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ سچ معلوم ہونے لگے۔ مثلاً ہر شخص کہتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام محمد بن قاسم کی آمد سے وابستہ ہے لیکن فتوح البلدان وغیرہ نے ایک سچ یہ بتایا کہ حضرت علیؑ کے زمانے میں قیقان فتح ہوا اور بغیر کسی جنگ وجدال کے پہاڑوں میں نعرۂ تکبیر کی گونج سے کفار کے کلیجے ہل گئے۔ کہاں حضرت علی کا دور خلافت کہاں محمد بن قاسم کا زمانہ (دور بنی امیہ) اسی طرح مذکورہ فسانے کو سب سے پہلے زمخشری نے بطور ایک روایت لکھدیا بعد کے لوگ مکھی پہ مکھی بٹھاتے چلے گئے کسی نے نہ سوچا کہ روایتاً" اور درایتہً" محال ہے اسکے لیئے ہم فخر العلماء جناب مولانا نجم الحسن کراروی صاحب کی تحریر کو پیش کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مرحوم علامہ صاحب نے بہت مختصر اور بہت ہی جامع انداز میں پیش کیا ہے ساتھ ہی شبلی نعمانی کی عبارت بھی درج کی۔ ملاحظہ ہو کتاب چودہ ستارے ص ۱۹۶ تا ۱۹۸۔

جناب شہر بانو کی تشریف آوری کی بحث

کہا جاتا ہے کہ عہد عمری میں فتح مدائن کے موقع پر جناب شہر بانو لشکر اسلام کے ہاتھ لگی تھیں اور وہاں سے اپنی دیگر بہنوں کے ساتھ مدینہ پہنچ کر حضرت امام حسینؑ کی زوجیت سے مشرف ہوئیں (ربیع الابرار زمخشری) لیکن میرے نزدیک یہ بالکل غلط ہے فتح مدائن صفر ۱۶ یا ۱۷ھ میں ہوئی ہے جیسا کہ تاریخ ابوالفدا جلد ا صفحہ ۱۱۶ تاریخ کامل جلد صفحہ ۱۹۷ معجم البلدان جلد ۷ صفحہ ۳۱۳ و فتوح العجم صفحہ ۱۶۰ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۰۰) میں ہے کہ یزدجرد جناب شہر بانو کا باپ تھا ۱۲ھ کے شروع میں عنان حکمرانی کا مالک ہوا جیسا کہ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ و تاریخ کامل جلد ا صفحہ ۱۷۸ و تاریخ ابوالفداء جلد ا صفحہ ۵۶ میں ہے اور تخت نشینی کے وقت اسکی عمر ۲۱ سال تھی جیسا کہ تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۸۱ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۹۱، فتوحات اسلامیہ جلد ا صفحہ ۶۶ میں ہے اس حساب سے فتح مدائن کے وقت اس کی عمر زیادہ سے زیادہ ۲۲ سال کی ہو سکتی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک عجمی جو گرم ملک کا باشندہ نہ ہو وہ عربیوں کی طرح اتنی تھوڑی عمر میں کیونکر مباشرت کے قابل بن سکتا ہے یعنی یہ ممکن ہے کہ ایک اتنے کمسن شخص سے ایسی لڑکی پیدا ہو سکے جو ۱۶ھ میں فتح مدائن کے وقت شادی کے قابل ہو اسلیئے یہ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یزدجرد کی شادی ۱۸-۱۹ سال کی عمر میں ہوئی ہو گی اب ایسی صورت میں کہ اسکی ۱۸-۱۹ سال کی عمر میں تسلیم کی جائے اور یہ بھی مان لیا جائے کہ جناب شہر بانو اسکی پہلی اولاد تھیں تب بھی فتح مدائن کے وقت جناب شہر بانو کی عمر ۵-۶ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی اسکے علاوہ حضرت امام حسینؑ جو ۴ھ میں پیدا ہوئے ہیں ان کی شادی اتنی کمسنی میں بحالت نابالغی پھر ایسی صورت میں جب کہ امام حسنؑ کی شادی ہو جو امام حسینؑ سے بڑے تھے ۱۶ھ میں فتح مدائن

کے بعد حضرت علیؓ کیونکر کر سکتے تھے۔

مورخ شہیر شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عمر کا حال لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت شہر بانو کا قصہ جو غلط طور پر مشہور ہو گیا ہے اس کا ذکر کرنا ضروری ہے عام طور پر مشہور ہے کہ جب فارس فتح ہوا تو یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیاں گرفتار ہو کر مدینہ میں آئیں حضرت عمر نے عام لونڈیوں کی طرح بازار میں ان کے بیچنے کا حکم دیا لیکن حضرت علیؓ نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہیں ان لڑکیوں کی قیمت کا اندازہ کرایا جائے پھر یہ لڑکیاں کسی کے اہتمام اور سپردگی میں دی جائیں اور اس سے ان کی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر لی جائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے خود ان کو اپنے اہتمام میں لیا اور ایک امام حسینؓ کو ایک محمد بن ابی بکر کو ایک عبداللہ بن عمر کو عنایت کیں۔ اس غلط قصہ کی حقیقت یہ ہے کہ زمخشری نے جن کو فن تاریخ سے کچھ واسطہ نہیں ربیع الابرار میں اس کو لکھا اور ابن خلکان نے امام زین العابدین کے حال میں یہ روایت اس کے حوالہ سے نقل کر دی لیکن یہ محض غلط ہے۔ اولاً تو زمخشری کے سوا طبری، ابن اثیر، یعقوبی، بلاذری، ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہیں لکھا اور زمخشری کا فن تاریخ میں جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے کہ اس کے علاوہ تاریخی قرائن اس کے بالکل خلاف ہیں۔ حضرت عمر کے عہد میں یزدجرد گرد اور خاندان شاہی پر مسلمانوں کو مطلق قابو حاصل نہیں ہوا۔ مدائن کے معرکہ میں یزدگرد تمام اہل و عیال کے دار السلطنت سے نکلا اور حلوان پہنچا جب مسلمان حلوان پر چڑھے تو وہ اصفہان بھاگ گیا اور پھر کرمان وغیرہ میں ٹکراتا پھرا۔ مرو میں پہنچ کر ۳۰/۳۱ھ میں جو

حضرت عثمان کی خلافت کا زمانہ ہے مارا گیا۔ مجھ کو شبہ ہے کہ زمخشری کو یہ بھی معلوم تھا یا نہیں کہ یزدگرد کا قتل کس عہد میں ہوا۔ اس کے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس وقت امام حسینؓ کی عمر ۱۲ سال تھی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچویں سال پیدا ہوئے اور فارس سنہ ۱۷ھ میں فتح ہوا۔ اس لیے یہ امر بھی کس قدر مشتبہ ہے کہ حضرت علیؓ نے ان کی نابالغی میں ان پر اس قسم کی عنایت کی ہوگی اس کے علاوہ ایک شہنشاہ کی اولاد کی قیمت نہایت گراں قرار پائی ہوگی اور حضرت علیؓ نہایت زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے غرض کسی حیثیت سے اس واقعہ کی صحت پر گمان نہیں ہو سکتا۔ (الفاروق)

میں نے تواریخ سے جو استنباط کیا ہے وہ یہ ہے کہ عہد عثمانی میں اہل فارس نے بغاوت کر کے عبیداللہ بن عمر والیٔ فارس کو مار ڈالا اور حدود فارس سے لشکر کو بھی نکال دیا اس وقت کی لشکری چھاؤنی کا مقام "اصطخر" تھا۔ ایران کا آخری بادشاہ یزدجرد اہل فارس کے ساتھ تھا حضرت عثمان نے عبداللہ ابن عامر کو حکم دیا کہ بصرہ اور عمان کے لشکر کو ملا کر فارس پر چڑھائی کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حدود اصطخر میں زبردست و گھمسان کی جنگ ہوئی اور مسلمان کامیاب ہوئے اصطخر فتح ہونے کے بعد سنہ ۳۱ھ میں یزدجرد "رے" اور پھر وہاں سے خراسان اور خراسان سے "مرو" جا پہنچا۔ اس کے ہمراہ چار ہزار جرار سپاہی بھی تھے۔ مرو میں وہ خاقان چین کی سازشی امداد کی وجہ سے مارا گیا اور شاہان عجم کے گورستان "اصطخر" میں دفن ہوا اس کے بعد عہد عثمانی بدل گیا اور حضرت علیؓ شیر خدا کا زمانہ آگیا۔

جنگ جمل کے بعد ایران خراسان کے مقام مرو میں سخت بغاوت ہوئی اس وقت ایران میں بروایت

ارشاد مفید و روضۃ الصفاء حریث ابن جابر جعفی گورنر تھے۔ حضرت علیؑ نے مرو کے قضیہ نامرضیہ کو ختم کرنے کے لئے امدادی طور پر خلید ابن قرہ یربوعی کو روانہ کیا۔ وہاں جنگ ہوئی اور لشکرِ اسلام کامیاب ہوا۔ حریث ابن جابر جعفی نے یزدجرد ابن شہریار ابن کسریٰ جو عہدِ عثمانی میں مارا جا چکا تھا کی دو بیٹیاں شہر بانو اور کیہان بانو کو عام اسیروں کے ساتھ حضرت علیؑ کی خدمت میں بھیجا۔ شیرِ خدا علی علیہ السلام نے شہر بانو کو امام حسین علیہ السلام اور کیہان بانو کو محمد بن ابی بکر کی زوجیت میں دے دیا جیسا کہ روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۹ طبع نولکشور۔ ارشاد مفید جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ اعلام الوریٰ صفحہ ۱۰۱۔ عمدۃ الطالب صفحہ ۱۷۱، جامع التواریخ صفحہ ۱۴۹۔ کشف الغمہ صفحہ ۸۹ مطالب السئول صفحہ ۲۶۱، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰۔ نور الابصار صفحہ ۱۲۶، تحفہ سلیمانیہ شرح ارشاد صفحہ ۳۹۱ میں موجود ہے اس وقت امام حسینؑ کی عمر اور جناب شہر بانو کی عمر کافی ہو چکی تھی اور امام حسنؑ کی شادی ہوئے عرصہ گذر چکا تھا حضرت علیؑ کی خلافت ۳۶ھ سے ۴۰ھ تک رہی جناب شہر بانو سے ۳۸ھ میں امام زین العابدینؑ اور کیہان بانو سے قاسم بن محمد پیدا ہوئے۔

ممکن ہے یہ ٹھوس علمی دلیل ذہن پر بار ہو تو۔ ایک سامنے کی عام فہم مثال لیجئے (مرکزی فکر حکیم باقر حسین شہید کی ہے) یہ ایک حکیم کا مطب اور دواخانہ ہے انکا ایک شاگرد آتا رہتا۔ خدمت کرتا۔ حکیم صاحب کا انتقال ہو گیا وہ شاگرد باقاعدہ مطب کھولنے اور بیٹھنے لگا چند دنوں کے بعد حکیم صاحب کا بیٹا آیا دیکھا موصوف مالک بنے بیٹھے ہیں لوگوں کو پیسے بانٹ رہے ہیں کچھ رقم ان کو بھی دیدی۔ لڑکے نے بادلِ ناخواستہ اپنا ہی مال سمجھ کر قبول بھی کر لیا اسمیں بھلا کیا خرابی ہے نہ لڑکے کیلئے مال حرام ہے نہ دینے والے کا اس سے استحقاق ثابت ہوتا ہے جو شاید اس سوال میں آپ کا مقصد مطلوب ہے۔

حدیث شریف لولاک لما خلقت الافلاک پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ انشاء اللہ تسلی ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۹۔ جناب ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر فاروق تھیں یا نہیں۔

اس کا سادہ سا جواب ہے کہ "نہیں" لیکن صرف نہیں کہنے سے نہ آپکو تسلی ہوگی نہ میری ہوگی۔ اسلئے مفصل جواب کیلئے ملاحظہ فرمائیے مختصر کتابچہ۔

"تاریخ کا ایک المیہ جس سے ایمان رخصت ہونے کا امکان ہے" تالیف جناب شجاع الدین علوی کوئی بھی شخص اسے پڑھے گا تو انشاء اللہ تسلی ہو جائے گی۔

"تاریخ کا ایک المیہ": جناب علی مرتضیٰ اور جناب سیدہ خاتونِ جنت کی جملہ اولادوں میں جناب اُمّ کلثوم کا نام بھی ہے یہ اُمّ کلثوم وہ مظلومہ ہیں جن پر آج بھی ظلم ہو رہا ہے حضرت علی علیہ السلام پر سب و شتم کا سلسلہ امیر شام معاویہ نے جاری کیا۔ ہر جمعہ کے خطبہ میں حضرت علی پر سب و شتم کیا جاتا اللہ جزائے خیر دے جناب عمر بن عبد العزیز کو کہ انہوں نے اس رسمِ قبیح کو بند کرایا۔ وہ بھی کس حکمتِ عملی سے یہ انہیں کا حصہ تھا۔ سادات کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیئے یہی آئمہ اہلبیتؑ کی سیرت ہے کہ انہوں نے جناب عمر بن عبد العزیز کو اچھے لفظوں سے ہی یاد کیا۔

لیکن جناب اُمّ کلثوم بنت علی و فاطمہ وہ مظلومہ ہے کہ آج بھی ان پر کسی نہ کسی طرح سب کا سلسلہ جاری ہے

اس ضمن میں ہم کچھ مختصراً عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ حق آشکار ہو اور یہ ناروا بے سروپا خلافِ عقل روایتیں جو بیان کی جاتی ہیں ان کا سلسلہ بند ہو

ان روایتوں سے جن کا ذکر آگے آئے گا ایک طرف تو حضرت عمرؓ کی کردارکشی ہوتی ہے اور دوسری طرف آلِ رسولؐ کی توہین اور اسلام سے نفرت کا سامان فراہم ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۷ھ میں جبکہ جناب عمر بن خطاب کی عمر ۵۵ سال تھی انہوں نے ایک صبیہ (کم سن) اُمّ کلثوم نامی لڑکی سے عقد فرمایا تاریخ طبری تالیف ابی جعفر جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ ج ۳۔ اردو ص ۲۳۹ - ۲۴۰ - عنوان اُمّ کلثوم بنت ابی بکر سے پیغام کراچی (مکتبہ)

"مدائنی سے روایت ہے کہ آپ (یعنی حضرت عمرؓ) نے اُمّ کلثوم بنت ابی بکر کے ساتھ جبکہ وہ کم سن تھیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ یہ پیغام حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا گیا انہوں نے کہا اُمّ کلثوم اسکی خود مختار ہیں۔ اُمّ کلثوم نے کہا، میں ان (عمرؓ) کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم امیر المومنین کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتی ہو وہ بولیں ہاں۔ وہ سخت زاہدانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور خواتین کے ساتھ سخت مزاج ہیں"

البدایہ والنہایہ ج ۔۷۔ اردو ص ۲۸۱ تالیف ابن کثیر دمشقی م ۷۷۴ھ سے آپ (حضرت عمر) نے حضرت ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم کو جب کہ وہ چھوٹی تھیں نکاح کا پیغام دیا اور اس بارے میں حضرت عائشہؓ نے مراسلت کی تو اُمّ کلثوم نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا تو امیر المومنین سے بے رغبتی کرتی ہے؟ اس نے کہا ہاں وہ سخت زندگی گزارتے ہیں

قبرِ نبیؐ پر فریاد کی دھمکی | کنز العمال ملّا علی قاری تالیف ۹۵۷ھ متوفی ۹۷۵ھ طبع حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۱۴ھ (مکتبہ) کتاب فضائل من قسم افعال ج ۔۷۔ ص ۹۸ نمبر ۸۳۸

۔عنوان (اُمّ کلثوم بنت ابی بکرؓ)

عن ابی خالد ان عمرؓ خطب اُمّ کلثوم بنت ابی بکر الی عائشہؓ وھی جاریۃ فقالت این المذھب بھا عنک فبلغھا ذلک فاتت عائشہ فقالت تنکحین عمر لطعمنی الخشب من الطعام انما ارید فتی یصب من الدنیا صبا واللہ لئن فعلت لاذھبن اصیحن عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... الخ

ابی خالد سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُمّ کلثوم بنت ابی بکر کے لئے حضرت عائشہؓ کے پاس پیغام بھیجا جبکہ وہ چھوٹی تھیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا اُمّ کلثوم کو آپ کے بغیر کہاں جانا ہے پس جب یہ خبر اُمّ کلثوم کو پہونچی تو وہ اپنی بہن حضرت عائشہ کے پاس آئیں اور کہا۔ سنا ہے آپ میرا نکاح عمرؓ کے ساتھ کرنا چاہتی ہیں وہ مجھے روکھی سوکھی غذا دیں گے ہیں تو ایسے جوان سے نکاح کا ارادہ رکھتی ہوں جسے دنیا میں رغبت ہو اور اگر آپ نے ولیسا ہی کیا (یعنی میرا نکاح عمرؓ سے) تو میں قبرِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فریاد کروں گی

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے اُمّ کلثوم بنت ابوبکر کا رشتہ طلب کیا جسے جناب عائشہ نے پسند فرمایا لیکن ان کی بہن اُمّ کلثوم نے پسند نہیں کیا بلکہ قبرِ رسول پر شکایت کرنے کی دھمکی بھی دی اس میں حرج ہی کیا تھا جنابِ عائشہ حضرتِ عمر سے انکار کر دیتیں بات ختم ہو جاتی لیکن نہیں۔ تاریخ خمیس حسین بن محمد بن الحسن دیار بکری طبع ۱۳۰۲ھ ج ۔۲۔ ص ۔۲۶۷ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

واُمّ کلثوم وھی اصغر بناتہ ..... وترکھا حملی فولدت بعدہٗ اُمّ کلثوم ھذہ ولما کبرت خطبھا عمر بن الخطاب الی عائشہ فانعمت لہ وکرھت اُمّ کلثوم بنت علی فاحتالت لہ حتی امسک عنھا

اور اُمّ کلثوم جناب ابوبکر کی بیٹیوں میں سب سے چھوٹی لڑکی تھی۔ ابوبکرؓ اپنی موت پر اس کی ماں کو حاملہ چھوڑ گئے تھے پس اُمّ کلثوم ابوبکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئی اور جب یہ بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے عمر بن الخطاب نے ان کا رشتہ مانگا جنابِ عائشہ نے رشتہ قبول کر لیا اُمّ کلثوم بنت علی نے یہ رشتہ پسند نہ کیا جنابِ عائشہ نے کوئی حیلہ سازی کی اور جناب عمر اس رشتہ سے باز آ گئے۔" دو باتیں نوٹ کرنے کے قابل ہیں (۱) گفتگوِ اُمّ کلثوم بنت ابوبکر کے رشتہ کی تھی بہ یک جنبشِ قلم اُمّ کلثوم بنت علی کہاں سے آ گئیں جنہوں نے رشتہ ناپسند کیا۔

(۲) حیلہ کی کیا ضرورت پیش آئی ۔ چلئے خیر۔

حیلہ | وہ حیلہ کیا تھا۔ اس کا ذکر کئی کتابوں میں ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر ج ثانی بیروت ص ۲۱۳ - ذکر حضرت عمر کی عورتوں اور اولاد کے نام کی عبارت ملاحظہ ہو۔

فارسلت عائشہ رضؓ الی عمرو بن العاص	جناب عائشہ رضؓ نے عمر عاص کی
فقال انا اکفیکہٖ : فاتی عمر فقال	خدمات حاصل کیں اس نے حضرت
بلغنی خبر اُعیذک باللہ منہ قال:	عمر سے آ کر کہا مجھے ایک خبر ملی ہے
ما ھو؟ قال: خطبت اُمّ کلثوم بنت	جس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

ابی بکر قال نعم .... حدثۃ لتنات	انہوں نے کہا آپ اُمّ کلثوم بنت
تحت کف امیر المومنین ... وفیک	ابی بکر سے عقد کرنا چاہتے ہیں
غلظۃ ونحن نھابک ..... فکیف	کہا ہاں (عمر عاص نے) کہا وہ
بھا ان خالفتک فی شیٔ فسطوت	امیر المومنین (علی) کی کفالت
بھا کنت قد خلف ابوبکر فی ولدہ	میں عیش میں پلی ہے اور آپ میں
بغیر ما الحق علیک ...... الخ	بد خلقی و تند مزاجی ہے ہم خود آپ

سے ڈرتے ہیں ..... اگر اس بچی نے کسی بات میں مخالفت کی اور تو طیش میں آ گیا تو اس بچی پر کیا گزرے گی ۔ پس گویا تو نے ابوبکر کی اولاد کی وہ نگرانی نہ کی جو تجھ پر فرض تھی" پھر وہ اس رشتہ سے رک گئے طبری نے بھی اس حیلہ سازی کی حکایت کو بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔

البدایہ والنھایہ ۔ ابن کثیر دمشقی جنہیں بنی اُمیہ کا وکیل کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا ۔ اردو ص ۔ ۲۸۱ کے مطابق عمر عاص نے اُمّ کلثوم بنت علیؑ کے متعلق بتایا اور کہا۔ اس کے ذریعے رسول اللہ سے قرابت کا رشتہ پیدا کیجئے پس آپ (حضرت عمر) نے علی کرم اللہ وجہہ کو ان کا پیغام دیا اور آپ نے اُمّ کلثوم کے ساتھ نکاح کر دیا" نوٹ کرنے کے قابل بات یہ ہے کہ یہاں وضاحت نہیں ہے کہ حضرت علیؑ نے کس اُمّ کلثوم سے نکاح کیا ۔ بنت ابوبکر یا بنت علیؑ سے اشتباہ اس لئے ہے کہ وہ دونوں لڑکیاں علی ہی کے گھر میں رہتی تھیں جس کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا ۔

تاریخ طبری - ابی جعفر جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ ج - ۳ - خلافت راشدہ اردو ص ۲۳۹ - ۲۴۰ بعنوان اُمّ کلثوم بنت ابوبکر سے پیغام (مکتبہ) پر ہے -

حضرت عائشہ نے حضرت عمرو بن العاص کو بُلا بھیجا اور انہیں حال بتایا وہ بولے میں آپ کیلئے کافی ہوں چنانچہ وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور کہا مجھے ایک اطلاع ملی ہے جس سے میں آپ کو روکنا چاہتا ہوں - فرمایا وہ کیا ہے وہ بولے آپ نے اُمّ کلثوم بنت ابوبکر سے رشتہ نکاح دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں ---- مگر (یہ بتانا چاہتا ہوں) کہ وہ اُمّ کلثوم بہت کم سن ہیں - نیز آپ کا مزاج اسقدر سخت ہے کہ ہم لوگ بھی آپ سے ڈرتے ہیں اور آپ کی کسی عادت کو تبدیل نہیں کر سکے تو ان کا کیا حال ہوگا جب وہ کسی بات پر آپ کی مخالفت کریں گی تو اس وقت آپ ان پر غالب رہیں گے اور آپ حضرت ابوبکر کی اولاد کے ساتھ انصاف نہ کر سکیں گے

اس کے بعد انہوں (حضرت عمر) نے اُمّ کلثوم بنت علی کے لئے خواستگاری کی حضرت علی نے کہا وہ بہت چھوٹی ہے حضرت عمر نے برا مانا ملاحظہ ہو -

اصابہ فی تمیز الصحابہ - ابن حجر عسقلانی - حرف کاف قسم ثانی - ج - ص - ۲۷۵ (مکتبہ) نمبر ۱۴۷۳ - ذکر اُمّ کلثوم

قال ابن ابی عمر المقدسی حدثنی سفیان عن عمرو عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی ابنتہ اُمّ کلثوم فذکر لہ صغرھا فقیل لہ انہ ردک

(حذف اسناد کے ساتھ)

حضرت علی سے ان کی دختر اُمّ کلثوم کیلئے حضرت عمر نے رشتہ طلب کیا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انکے کم سن ہونے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا تم مجھے رد کرتے ہو -

اور تمام تواریخ میں ہے کہ حضرت علی کے انکار کے باوجود حضرت عمر اصرار کرتے رہے کہ اُمّ کلثوم بنت علی ان کے عقد میں دیدی جائیں سبحان اللہ کیا کیا کہانیاں گھڑی گئی ہیں کیا واقعی حضرت عمرؓ ایسے ہی تھے جیسا کہ ظاہر کیا گیا -

ایسی کیا مجبوری تھی کہ حضرت عائشہؓ کو حیلہ کرنا پڑا - کیا اسلام میں بغیر رضامندی کے عقد درست ہوتا ہے - یہ اسلامی شریعت کی تضحیک نہیں تو اور کیا ہے - کیا اسلام میں عورت کے یہی حقوق ہیں - کیا واقعی عمر عاصؓ کے کہنے میں حضرت عمرؓ آگئے اور حضرت ابوبکر کی اولاد کی "وہ نگرانی" جوان پر "فرض تھی" بوجہ اپنی تندمزاجی نہ کرنے کے خوف سے اس رشتے سے رک گئے اور رسول کی نواسی کیلئے پیغام دیا -

اور وہی وجہ جو اُمّ کلثوم بنت ابوبکر سے رشتہ میں مانع ہوئی اس کا یہاں انہیں خیال تک نہ آیا کہ میں تندمزاج ہوں اگر "طیش" آگیا تو رسول کی نواسی پر کیا گزرے گی کیا واقعی حضرت عمر نے رسول خدا کا اتنا بھی خیال نہ کیا جتنا خیال انہوں نے حضرت ابوبکر کا کیا خلاف عقل ہم تو اس سارے قصے کہانیوں کو لغو اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کی سازش کا نتیجہ ہی سمجھتے ہیں - لطف یہ ہے کہ اُمّ کلثوم بنت علی کی والدہ گرامی جناب سیدہ خاتون جنت کیلئے جب حضرت عمر نے خواستگاری کی تھی تو سرکارؐ نے فرمایا تھا وہ چھوٹی ہے (مشکوٰۃ شریف) سبحان اللہ عمر کے تفاوت کی بنا پر جن کی ماں کے رشتے کو رسول مسترد فرما دیں اسکی بیٹی کے لئے پھر خلیفہ راشد خواستگاری فرمائیں اور اصرار کریں کوئی عقل میں آنے والی بات ہے؟

اور آگے چلئے ادھر سے رشتہ کے لیئے اصرار بڑھتا رہا ادھر سے انکار ہی ہوتا رہا - بالآخر دھمکی دی گئی -

دھمکی الاستغاثہ ج ۱ - ص ۶۸ پر ایک شتر بے مہار روایت کے مطابق جب حضرت علی نے رشتہ دینے سے انکار کیا تو حضرت عمر نے جناب عباس ابن عبدالمطلب سے کہا واللہ لئن لم یزوجنی لاقتلہ، اگر رشتہ نہ دیا تو قتل کر دونگا پھر حضرت عباس سے کہا جمعہ کے روز منبر کے قریب بیٹھنا اور سننا - پس جمعہ کے روز خطبہ کے بعد حضرت عمر نے کہا -

ایک مرد ہے اصحاب محمد سے اور وہ شادی شدہ ہے اور اس نے زنا کیا ہے اور صرف مجھے معلوم ہے پس آپ صاحبان کی کیا رائے ہے سب نے کہا جب آپ کو معلوم ہے تو اور کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے - اسے سزا دی جائے پھر حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا اس خبر کو علی تک پہونچا دو" (منقول از سہم مسموم بجواب عقد ام کلثوم از غلام حسین نجفی)

اس بے سروپا کہانی کے ڈانڈے کہاں جا رہے ہیں - ہم اس قصہ کو بھی فسانۂ عقد ام کلثوم بنت علی یا عمرؓ کی طرح لغو جانتے ہیں - نہ وہ سچ ہے نہ اسکی کوئی حقیقت ہے کیا مسلمانوں کا قابل فخر خلیفہ راشد ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا صحابہ کرام ایسے ہی تھے کہ کھلی چھوٹ دے دیں کہ گواہ کی ضرورت نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

اللہ محفوظ رکھے ایسی گھٹیا حرکت تو آج کے گئے گزرے دور میں بھی تصور نہیں کی جا سکتی - اور آگے چلیئے

اہانت | صواعق محرقہ ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ عربی ص ۱۵۷ - (ملتان) اردو ص ۵۲۹ (فیصل آباد) پر ہے -

فامر بها علی فزینت وبعث بها	حضرت علی نے ام کلثوم کو حکم دیا
الیه فلما راها قام الیها واجلسها	کہ وہ آراستہ ہو جائیں اور انہیں
فی حجره وقبلها ودعا لها فلما	آپ نے (حضرت عمر) کے پاس بھجوا دیا
قامت اخذ بساقها وقال لها!	جب آپ (حضرت عمر) نے
قولی لابیک قد رضیت قد	انہیں دیکھا تو کھڑے ہوئے
رضیت فلما جاءت قال لها	انہیں اپنی گود میں بٹھا کر بوسہ
ما قال لک فذکرت له جمیع	لیا اور دعا کی جب وہ کھڑی
ما فعله وما قاله وانکحها ایاه	ہوئیں تو آپ نے ان کی پنڈلی
فولدت زیدا -	پکڑی اور فرمایا: اپنے باپ

سے کہدو میں راضی ہوں - راضی ہوں - جب وہ آئیں تو ان سے پوچھا گیا انہوں نے تمہیں کیا کہا تو آپ (ام کلثوم) نے جو کچھ انہوں (یعنی حضرت عمر) نے کہا تھا اور کیا تھا بتا دیا - تو آپ (علی) نے حضرت عمر کے ساتھ آپ (ام کلثوم) کا نکاح کر دیا - ان کے یہاں زید پیدا ہوئے" یہ کوئی خبر واحد نہیں ہے -

اصابہ تمیز الصحابہ - ابن حجر عسقلانی حرف کاف قسم ثانی ص ۲۷۵ - نمبر ۱۴۷۳ مکتبہ بیروت

"فارسل بها الیه فکشف عن	انہوں (حضرت علی) نے ان
ساقها فقالت مه لولا انک	(ام کلثوم) کو ان (حضرت عمر)
امیر المومنین لطمت عینک - الخ	کے پاس بھیجا - انہوں نے پنڈلی ہونے کی -

تو وہ بولیں تو یہ کرتا ہے اگر مسلمانوں کا حاکم نہ ہوتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتی"۔

ذخائر عقبیٰ محب الدین طبری کی عبارت بھی دیکھ لیں۔ ذخائر العقبیٰ محب الدین طبری میں ہے ص ۱۶۸۔

"وضع یدہ علی ساقھا فکشفھا قالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک۔

جناب عمر نے پنڈلی پر ہاتھ رکھا اور برہنہ کیا۔ بچی نے کہا تو یہ (بدمعاشی) کرتا ہے اگر مسلمانوں کا حاکم نہ ہوتا تو تیری ناک توڑ دیتی۔" کیا معاذ اللہ ایسا سب کچھ رسول کی نواسی کے ساتھ ہوا۔ کیا سادات کے یہاں اسی طرح کی شادیاں ہوتی ہیں کیا کوئی بھی دنیا میں دلہن کو بنا سنوار کر عقد سے پہلے ہونے والے دولہا کے یہاں پسند کرانے کے لیے بھیجتا ہے پھر وہ ہونے والا دولہا گود میں بٹھلاتے ہیں بوسہ لیتے ہیں۔ پنڈلی پکڑتے ہیں کپڑا ہٹاتے ہیں اور پھر پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہیں اس کے بعد بیاہ دیا جاتا ہے۔

تف ہے ان سادات پر جو یہ سب باتیں سنیں اور قبول کرلیں۔

بہر حال اسی ذخائر العقبیٰ کی روایت سے کچھ حق کا سراغ بھی ملتا ہے ذخائر العقبیٰ محب الدین طبری ص ۱۷۹ پر ہے۔

تم مات ھو وامہ فی وقت واحد وصلی علیھما ابن عمر قدمہ الحسن بن علی کرم

"ان ام کلثوم زوجہ حضرت عمر سے ایک لڑکا زید پیدا ہوا۔ اور وہ دونوں ماں بیٹے ایک ہی وقت میں انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ کے لیے

امام حسن علیہ السلام نے جناب عبداللہ ابن عمرؓ کو آگے کیا"

اُمّ کلثوم بنت علی جن کے ساتھ حضرت عمرؓ کا عقد مذکورہ حالات میں ہونا بیان کیا جاتا ہے ان کا انتقال حضرت امام حسن کے سامنے ہو گیا تھا حضرت امام حسن واقعہ کربلا سے بہت قبل انتقال فرما چکے تھے۔ بعض روایات کے مطابق ۵۰ھ میں امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا۔

اُمّ کلثوم بنت علی ۶۱ھ میں اور ہر تاریخ میں۔ ہر مقتل کی کتاب میں ملے گا کہ اُمّ کلثوم بنت علی ۶۱ھ میں واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔

خدا حق کو باطل سے تمیز کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ ام کلثوم بنت علی بھی خوب ہوئیں ۱۷ھ میں حضرت عمر سے عقد ہوا۔ امام حسن کی زندگی ۵۰ھ سے پہلے اپنے بیٹے زید بن عمر کے ساتھ وقت واحد میں مر بھی گئیں اور پھر واقعہ کربلا میں ۶۱ھ میں بھی موجود۔ قیدی بنا کر شہر بہ شہر پھرائی گئیں اگر فرض کرلیں کہ وہ مری نہ تھیں تو پھر اعتراض وارد ہوتا ہے: عبداللہ بن عمر جو خوب رسوخ دربار یزید میں حاصل تھا ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ان کی غیرت کو کیا ہوا تھا کہ ان کی ماں (سوتیلی ہی سہی) یوں در بدر رسن بستہ برہنہ اونٹ پر پھرائی جائے اور وہ دم نہ ماریں۔ کیسے ممکن ہے جبکہ مختار ثقفی کو رہا کرنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا کسی قسم کے مغالطے کی گنجائش نہ رہے۔ اخبار الطوال ابو حنیفہ دینوری م۔۲۸۲ھ اردو ص ۴۰۹۔ حسینؑ نے بھی مکہ کی راہ لی۔ ان کے ہمراہ انکی ہمشیرہ ام کلثوم زینب۔ بھائی کے فرزند تھے" الخ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی باب ۶۱۔

اردو ترجمہ ص ۵۶۴ کے اقتباسات ملاحظہ فرمالیں بعد واقعہ کربلا قیدیوں اور شہدا کے سروں کو لیکر لشکر یزید شہر رشاد پہونچا وہاں کے لوگ محمدؐ و آل محمد پر درود اور ان کے دشمنوں پر لعنت کرتے تھے" لہٰذا لشکر والوں نے شہر بعلبک کے والی کو خط لکھا کہ ہمارا استقبال کیا جائے چنانچہ لشکر کا استقبال ہوا لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ اس وقت جناب اُمّ کلثوم (بنت علیؑ) نے ان لوگوں کے لیئے بد دعا کی اللہ تمہاری کثرت کو تباہ کرے اور تم پر ایسے آدمی کو مسلّط کرے جو تم پر رحم نہ کرے۔"

اسی کتاب کے ص ۵۶۱ پر ہے جس نیزے پر سر حسینؑ نصب تھا اس کو گرجا میں ایک طرف رکھدیا۔ ہاتف کی آواز سنی چند اشعار کہہ رہا تھا...." جناب اُمّ کلثوم نے فرمایا (اے آواز دینے والے) تم کون ہو۔ اس نے کہا جنات کا بادشاہ ہوں"..... الخ

کسی قسم کا دھوکہ نہ دیا جاسکے کہ یہ کوئی اور اُمّ کلثوم ہوں گی تو اسی ینابیع المودۃ کے صفحات ۵۶۷ - ۵۶۸ پر ہے۔ اور جناب اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا جب مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں تو رونا شروع کر دیا اور یہ شعر کہتی تھیں :-

الایاجدنا قتلوا حُسینا ⁖ ولم یرعوا جناب اللّٰہ فینا

اے نانا ان لوگوں نے حسینؑ کو قتل کر دیا ...... ہمارے بارے میں اللہ کا پاس نہ کیا

الا یاجدنا بلغت عدانا ⁖ مناھا واشتفی الاعداء فینا

اے نانا ہمارے دشمن کامیاب ہو گئے ...... اپنی دشمنی کو ہمارے بارے میں ٹھنڈا کیا

اور جناب اُمّ کلثوم بنت علی کے یہ اشعار تو بہت ہی مشہور ہیں۔ ترجمہ

اے ہمارے نانا کے مدینہ ہمارے آنے کو قبول نہ کر۔ ہم اپنے ساتھ حسرتیں اور غم لے کر آئے ہیں

فاطم لقیت ما عداک ⁖ ولا قیراطا مما قد لقینا

اے فاطمہ زہرا جو دکھ آپ کو دشمنوں سے پہونچے تھے وہ کم ہیں اس دکھ اور تکلیف سے جو ہم جھیل کر آئے ہیں۔

نحن بنات لیٰسین وطٰہ ⁖ ونحن الباکیات علی ابینا

ہم اس رسولؐ کی بیٹیاں ہیں جس کا لقب طٰہٰ و لیٰسین ہے اور ہم اپنے باپ پر رو رہی ہیں

اُمّ کلثوم بنت علیؑ کے واقعہ کربلا میں موجود ہونے کے لیئے فی الحال اتنا ہی کافی ہے کیسے ممکن ہے؟ ممکن ہے ایک عام سیدھا سادہ سچّا عقیدتمند مسلمان سوچے کہ تاریخ میں اتنا بڑا مغالطہ کیسے دھاندلی کیسے بھلا کیسے ممکن ہے تو میرے بھائی پراپگنڈے میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ پھر جب اسکے ساتھ گورنمنٹ مشنری۔ خوف و لالچ کے حربے کے ذریعے ایک مقصد پر کام کر رہی ہو تو نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ذرا مروج الذہب مسعودی کی مشہور تاریخ ہے اس کا اردو ترجمہ بھی ملتا ہے اس کی تیسری جلد اردو ص ۵۷ - ۵۸ ہی دیکھ لیں یقین آجائے گا مثلاً اس میں ہے کہ "شامیوں کے ایک سردار دانشور سے پوچھا گیا علی کون ہے اس نے کہا (معاذ اللہ) فتنہ پیدا کرنے والوں میں سے ایک چور۔ ایک اور شخص سے پوچھا گیا تو بولا علی غزوہ حنین میں رسولؐ کے ساتھ مارے گئے" اور اسی میں ہے کہ امیر شام معاویہ نے جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھادی اور سب نے پڑھ لی اعتراض نہ کیا..... یہ تو خیر تاریخ ہے جعلی احادیث گھڑی گئیں حالانکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے

والے کا ٹھکانہ جہنم ہے (مشکواۃ) لیکن تھے لوگ جنہوں نے جھوٹی احادیث سرکار کی طرف منسوب کر کے بیان کیں چنانچہ علمائے کرام نے جو ان کے نزدیک موضوع احادیث تھیں ان کو الگ کیا۔ موضوع احادیث کے مجموعے الگ کتابی شکل میں ملتے ہیں مثلاً موضوعات کبیر ملا علی قاری ابن جوزی نے بھی موضوع احادیث جمع کی ہیں۔ حافظ امام جلال الدین سیوطی کی لئالی تو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔

اب اگر اُمّ کلثوم بنت ابی بکرؓ اور اُم کلثوم بنت علیؑ میں مغالطہ ہو گیا یا پیدا کر دیا گیا تو تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ دونوں ایک ہی گھر میں رہتی تھیں ہوا یہ کہ اسماء بنت عمیس بیوہ جناب ابوبکر نے بعد میں حضرت علی سے شادی کر لی تھی جب وہ حضرت علی کے گھر میں آئیں تو ان کے ساتھ دو بچے جو ان کے سابق شوہر جناب ابوبکر کے صلب سے تھے ماں کے ساتھ آ گئے محمد بن ابی بکر اور اُم کلثوم بنت ابوبکر۔ یہ ناموں میں مغالطہ کوئی انہونی بات نہیں ہے۔

ناموں میں اشتباہ کی مثال

ابن اثیر جزری کا علم رجال میں ایک بڑا مرتبہ ہے ان کی کتاب اسد الغابہ بھی بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ اسمیں ام کلثوم بنت عباس بن عبدالمطلبؑ کے ذکر میں ہے کہ انہوں نے امام حسنؑ سے عقد کیا ان سے محمد اور جعفر پیدا ہوئے۔ امام حسنؑ نے جدائی اختیار کی تو ابوموسیٰ اشعری سے ان کا عقد ہوا۔ ان سے موسیٰ پیدا ہوئے پھر ابوموسیٰ کی موت کے بعد ان اُم کلثوم سے عمران بن طلحہ نے عقد کیا یعنی ان کے نزدیک یہ ساری باتیں اُمّ کلثوم بنت عباس بن عبدالمطلب کی تھیں

لیکن اصابہ فی تمیز الصحابہ۔ ابن حجر عسقلانی حرف کاف قسم ثانی ص۔ ۲۷۶ (مکتبہ) زیر عنوان اُمّ کلثوم بنت العباس۔ نمبر ۱۴۷۲ خیلی سرخی تنبیہ یہ ہے کہ یہ تمام باتیں یعنی امام حسن سے نکاح پھر ابوموسیٰ سے ۔۔۔ الخ یہ اُن اُم کلثوم کا ہے جو فضل بن عباس کی بیٹی تھیں۔ نہ کہ اُم کلثوم بنت عباس کا ھذا کلہ انما ھو لام کلثوم بنت الفضل بن عباس بن عبدالمطلب ناموں میں اشتباہ کی دوسری مثال ملاحظہ ہو۔ اسد الغابہ۔ فی معرفۃ الصحابہ ج۔۵۔ ص۔ ۵۸۹ ذکر ام المومنین اُم سلمہ رضؓ

عن ام سلمۃ قالت لما انقضت عدتھا بعث الیھا ابوبکر یخطبھا علیہ فلم تزوجہ فبعث الیھا رسول صلی اللّٰہ وسلم عمر بن الخطاب یخطبھا علیہ فقلت اخبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی امراۃ .... فقالت لابنھا عمر قم فزوج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فزوجہ

صاحب اسد الغابہ جناب ام المومنین اُم سلمہ رضؓ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ جب وہ معظمہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو سرکار (ص) نے اپنی خاطر نکاح کا پیغام دیکر حضرت ابوبکر کو بھیجا۔ وہ ناکام ہوئے۔ تو حضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب

عمرؓ کو اپنے لئے نکاح کا پیغام دیکر بھیجا وہ کامیاب ہو گئے۔ پھر اُم سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا میرا نکاح رسول اللّٰہ سے کر دو۔

ابن قیم نے اس واقعہ ناموں پر اعتراض وارد کیا کہ جناب اُم سلمہ کے بیٹے عمر کی اس وقت عمر صرف تین سال تھی بھلا تین سال کے بچے سے کیسے کہہ سکتی تھیں ماننا پڑیگا کہ ناموں میں اشتباہ ہُوا۔ ناموں میں اشتباہ ان دونوں مثالوں سے واضح ہے بالکل اسی طرح اُم کلثوم بنت ابوبکر یا جو بھی وہ ہوں۔ وہ ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ بنا دی گئیں۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ سب قصّے کہانیاں گھڑے ہوئے موضوع ہیں۔ ایک وجہ اور بھی ہے کہ ان کہانیوں کے راویوں میں کہیں کہیں زبیر بن بکار کا نام بھی آتا ہے اور زبیر بن بکار کا علیؑ و اولاد علیؑ سے بغض اتنا مشہور ہے کہ ہم کسی سند کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

علیؑ نے عقد اُم کلثوم بنت ابوبکر کی مخالفت کیوں کی۔ ممکن ہے خیال پیدا ہو کہ جناب جب معاملہ اُم کلثوم بنت ابوبکر کا یا کسی اور ہی کا تھا تو پھر حضرت علیؑ نے مخالفت کیوں کی خصوصاً جبکہ ام المومنین عائشہؓ راضی تھیں یہ ٹھیک ہے کہ مذکورہ اُم کلثوم حضرت علیؑ کی زیرِ کفالت تھیں اور انہیں کے گھر میں رہتی تھیں جیسا کہ قول قوی یہ بھی ہے کہ جناب زینب، رقیہ، اُم کلثوم جن کا عقد کفّار ابوالعاص سے عتیبہ سے عتبہ پسران ابولہب سے ہُوا۔ وہ ربیبۂ رسول یعنی رسولؐ خدا کی ہی زیرِ کفالت انہیں ہی کے گھر میں رہتی تھیں نبی اپنی صلبی بیٹیاں ملّتِ ابراہیمی پر ہی سہی رہتے ہوئے کفّار کو کیسے بیاہ سکتے تھے۔ لہٰذا ان لڑکیوں کے حقیقی وارثان نے جہاں چاہا عقد کر دیا۔ رسول اللہ آڑے نہیں آئے۔

اسی طرح حضرت علیؑ کو مخالفت کی کیا ضرورت تھی؟ اس سے گمان ہوتا ہے کہ وہ اُم کلثوم جن سے جناب عمر نے ۱۷ھ میں عقد فرمایا اُم کلثوم بنت علی ہی تھیں۔ تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اُم کلثوم بنت ابوبکر جو جناب علیؑ کے گھر میں تھیں کے بارے میں ایک قول یہ بھی نظر سے گزرا ہے کہ ایک ہاشمی جوان ان سے عقد کرنا چاہتا تھا اور جب اُم کلثوم بنت ابوبکر نے کنز العمال کی روایت کے مطابق اپنی بہن سے کہا کہ "میں ایسے جوان سے شادی کرنا چاہتی ہوں جو دنیا میں رغبت رکھتا ہو"۔ ممکن ہے اشارہ اسی ہاشمی جوان کی طرف ہو۔ یہ سب باتیں حضرت علی کے علم میں ہوں۔ پھر انسانی بنیادوں پر بھی کہ شوہر پچپن سالہ اور لڑکی صبیہ صغیرہ۔ ہر شخص ہی اس رشتہ کو ناپسند کرے گا۔ اگر حضرت علیؑ نے ان اور دیگر وجوہ کی بنا پر مخالفت کی ہو تو محلِ تعجب کیا ہے اور شاید جب دیکھا کہ بات کسی طرح نہیں بنتی تو ان کی بہن جناب عائشہ کی خواہش کے مطابق شادی کر دی ممکن ہے اس ہاشمی جوان کی محرومی کی طرف غضب کی لفظ سے آئمہ اہلبیتؑ میں سے ایک امام نے اشارہ فرمایا ہو واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت عمر۔ اُم کلثوم بنت علی کا رشتہ طلب کر ہی نہیں سکتے تھے اور ہمارا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ رشتہ مانگا ہی نہیں۔

۱۔ یہ بات ناممکن ہے کہ حضرت عمرؓ کسی حیلے میں آجائیں۔

۲۔ یہ بات ناقابل یقین ہے کہ حضرت عمرؓ جناب رسول خدا کے مقابلے میں جناب ابوبکرؓ کا زیادہ لحاظ پاس کریں۔

۳- پھر ایک بات اور ہے وہ یہ کہ سنن ابن ماجہ شریف متوفی ۲۷۳ھ کتاب النکاح - باب لا یخطب الرجل مترجم - ج - ۱ - ص - ۵۳۷ کراچی پر ہے حدثنا ھشام بن عمار و سہل بن ابی سہل قالا ثنا سفیان بن عیینہ عن الزھری عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرہ

قال رسول اللہ (ص) لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ	کوئی شخص ایسی جگہ رشتہ نہ دے جہاں اس کے دینی بھائی کا رشتہ ہوا ہو۔

اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی (ع) ص ۱۵۶ اردو (ص) ۵۲۷ پر ہے۔

عمرؓ فقال لہ یا ابا الحسن انکحنی ابنتک ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ فقال احبستھا لولد اخی جعفر	حضرت عمر نے آپ (علیؑ) سے مل کر کہا اے ابوالحسن آپ اپنی بیٹی ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح مجھ سے کر دیں

آپ (علیؑ) نے جواب دیا میں نے انہیں اپنے بھائی جعفر کے بیٹے سے منسوب کر رکھا ہے پس حدیث ابن ماجہ کی موجودگی میں کیسے ممکن ہے کہ جناب عمر نے حضرت علیؑ کا جواب پانے کے باوجود رشتہ کے لیئے اصرار کیا ہوگا ورنہ یہ ماننا پڑیگا - کہ انہیں احادیث وفرمان رسول کا کچھ بھی پاس نہ تھا پھر انہیں خلافت کا حق کیا تھا -

رسولؐ سے رشتہ کا عذر | البدایہ والنہایہ کے مطابق ام کلثوم بنت ابوبکر کا حضرت عمرؓ سے رشتہ ٹالنے کے لیئے جناب عائشہ نے عمرو عاص کی خدمات حاصل کیں - انہوں نے حضرت عمرؓ کو سمجھایا کہ ام کلثوم بنت علیؑ کے ذریعے رسول سے رشتہ پیدا ہوگا اور صواعق محرقہ کے

مطابق خود حضرت عمر نے اپنے اس بے جوڑ رشتہ کے لیئے یہی عذر پیش کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ مطلوب ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی - اسلیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سسرالی رشتہ تو پہلے سے موجود تھا - آخر ام المومنین حضرت حفصہؓ جناب عمرؓ کی بیٹی ہی تو تھیں - پھر مزید سسرالی رشتہ کی کیا ضرورت تھی ممکن ہے کوئی کہے کہ بات یہ تھی کہ حضرت عمرؓ آخرت کی طرف سے فکر مند رہتے تھے خود کہا "کاش خلافت سے برابر چھوٹ جاؤں نہ عذاب ہو نہ ثواب" مسلم شریف - اسلیئے ایک اور رشتہ چاہتے تھے تو میں یہ عرض کرونگا کہ بیوی کتنی ہی عالی مرتبت کیوں نہ ہو آخرت میں شوہر کے کچھ کام نہ آسکے گی جناب آسیہ زن فرعون سے سب ہی واقف ہیں ایکن فرعون کو کیا فائدہ ہوا یا ہو سکے گا - یہ ایسی بات ہے جسے حضرت عمرؓ بھی اچھی طرح جانتے تھے - رشتہ داری یا توہین کیلیئے | یہ سب حضرت عمر کو بدنام کرنے کے لیئے بہانے تراشے گئے -

مرزا احمد علی مرحوم نے کتاب مخزن المعارف ص ۲۷۸ پر درج کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی مادر ابن زبیر جبکہ ۱۰۰ بوڑھی اور نابینا ہو چکی تھیں کے لیئے حجاج بن یوسف نے پیغام بھیجا تو ان معظمہ نے کہا سو سالہ عورت سے نکاح چاہتا ہے - حجاج بن یوسف نے جواب دیا میں رسول اللہ کی ہم زلفی کا شرف چاہتا ہوں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حجاج بن یوسف کی یہ شرارت ان کی توہین کے لیئے تھی یا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم زلفی کے لیئے - اسی قسم کی کچھ صورت حال یہاں بھی ہے کہ سسرالی رشتہ پہلے سے موجود تھا پھر مزید ایک سسرالی رشتے کیلیئے پچپن سال کی عمر میں حضرت عمرؓ ایک صبیہ صغیرہ سے عقد کے طلبگار ہیں -

یہ سب ان کی کردار کشی کے لیئے ہیں ورنہ حقیقت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ۔

رسولؐ کی خوشنودی

اب میں ایک بات اور پوچھتا ہوں وہ یہ کہ اگر رسول اللہؐ زندہ ہوتے تو کیا حضرت عمرؓ ام کلثوم بنت علیؑ کے لیئے خواستگاری کی جرأت کر سکتے تھے جبکہ رسولِ خدا اس بچی کی ماں کے لیئے یہ کہہ کر انکار فرما چکے تھے کہ عمر بہت کم ہے چھوٹی ہے ۔ اور کیا رسول اللہؐ ان کے ان افعال سے راضی و خوش ہو سکتے تھے ۔ یقیناً ان مذکورہ حرکتوں سے وہ ناراض ہوتے جو افعال سرکار کی زندگی میں ان کی ناراضگی کا باعث ہوتے ہوں وہ کیا بعد وصال باعث ناراضگی نہ ہوں گے ۔ اچھا جو لوگ آج ان باتوں کا ذکر کر کے توہین آلِ رسولؐ کے مرتکب ہو رہے ہیں کیا رسول لہٰذا ان باتوں سے خوش ہو رہے ہوں گے ۔

لہٰذا ہم اپنے موقف کو پھر دہراتے ہیں کہ یہ سب قصے کہانیاں اقتدار کی پیداوار ہیں اور ان کو دہرا کر رسولؐ کے دل کو نہ دکھانا ہی بہتر ہے ۔ تواریخ و احادیث میں تو بہت کچھ ہے تو کیا سب کو بغیر چھان بین بغیر تحقیق من و عن قبول کر لیا جاتا ہے ٹھیک ہے چودہ سو سال کے فاصلے نے حقائق پر دبیز پردہ ڈال دیا ہے کیا ہم اس معاملے میں سکوت بھی نہیں کر سکتے ۔

ام کلثوم بنت علیؑ پر زور کیوں

ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آخر ام کلثوم بنت علیؑ پر زور کیوں ؟ کہ کہانی کو سچ ثابت کرنے کے لیئے طرح طرح کے بکھیڑ ڈھونڈنے پڑے ۔ کسی نے سچ کہا ہے ایک جھوٹ کو نبھانے کیلئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں آخر اس کی ضرورت کیا تھی ۔

سندھ کے ایک اعلیٰ افسر ۔ دانشور ۔ اہلِ قلم سے بھی یہی سوال پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا بابا ایک طرف حضرت علیؑ کا کردار حکومت کے ساتھ تعاون ۔ کتنے ہی موقعوں پر خود حضرت عمرؓ نے کہا کہ علی کرم اللہ وجہہ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا ۔ دوسری طرف ان کے ساتھ حکومت کا سلوک ۔ وہ علیؑ جو فاتح خیبر و بدر و حنین ۔ بعد رسولؐ کسی مہم کسی جنگ میں نظر نہ آتے کیوں ؟ فدک سے محروم کر دیئے گئے وہ علیؑ جو سابق الاسلام ان کے دروازے پر آگ ۔ ان کا بچہ شکم مادر میں فوت ہوا وغیرہ وغیرہ تو ان سب پر اور اسی قسم کی دیگر باتوں پر پردہ ڈالنے کی ضرورت تھی ۔ تو یہ کہا گیا کہ آپس میں تعلقات بہت اچھے تھے ۔ (معاذ اللہ) اپنی بیٹی تک کو بیاہ دیا ۔

اس سے بڑھ کر اچھے تعلقات کی اور کیا دلیل ہو سکتی تھی ۔ اتفاق سے پچپن سال کی عمر میں حسن کم سن لڑکی سے حضرت عمرؓ نے عقد فرمایا اس کا نام بھی ام کلثوم تھا اور حضرت علیؑ کی بیٹی کا بھی نام ام کلثوم تھا ۔ پس ناموں کے ایک ہونے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یار لوگوں نے شہرت دیدی کہ وہ ام کلثوم علیؑ ہی کی بیٹی تھیں ۔ ایک اصول یہ بھی ہے کہ ایک جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ سچ معلوم ہونے لگے ۔ اس پر عمل ہوا ۔ اور آج تک لوگ مکھی پر مکھی مار کے بٹھاتے چلے آرہے ہیں جس کو اللہ توفیق دے ہمت دے وہی حق کہہ سکتا ہے ۔

احادیث اور راویانِ حدیث

اس کے لیئے ہم نے مقدمہ کتاب احیاء المیت سے استفادہ کیا ہے یہ مقدمہ جناب ڈاکٹر مجتبیٰ حسن کامونپوری علیگڑھ یونیورسٹی ، مرحوم نے لکھا ہے واوین میں جو عبارت ذیل میں ملے وہ

انہیں کے الفاظ ہیں۔

ممکن ہے کوئی کہے کہ عقد امّ کلثوم با حضرت عمرؓ کا تفصیلی ذکر نہ سہی لیکن اشارے تو کتبِ احادیث میں بھی ملتے ہیں (۱) مثلاً بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت عمرؓ کچھ چادریں تقسیم کر رہے تھے ایک اچھی چادر بچ گئی۔

فقال لہ بعض من عندہٗ	تو کسی شخص نے جو وہاں ان کے نزدیک
اعط ھذا بنت رسول اللّٰہ	تھا کہا آپ یہ (چادر) رسولؐ کی بیٹی
التی عندک۔ یریدون	کو دے دیں جو آپ کے پاس ہیں
ام کلثوم۔	ارادہ امّ کلثوم کی طرف تھا

الجواب: اس کا راوی ثعلبہ بن مالک" ایک فرضی نام معلوم ہوتا ہے اس شخص کی پوری شخصیت علماءِ رجال و تاریخ کو نہیں معلوم پھر اس حدیث میں ہے فقال لہ لبعض۔ کس نے کہا وہ کہنے والا کون تھا۔ کچھ پتہ نہ چل سکا" لفظ عندہٗ سے معلوم ہوا کہ وہ کہنے والا حضرت عمر کے قریب ہی کہیں تھا۔

اس نے کہا یہ چادر رسولؐ کی بیٹی کو عطا کر دیں" التی عندک۔ جو تیرے پاس ہیں" یعنی آپ کے پاس ہی کہیں موجود رہی ہوں گی۔ یہ عندک سے بیوی ہی کیوں سمجھا جائے خصوصاً جبکہ کہنے والے کے لئے بھی وہی لفظ عندہٗ استعمال ہوا ہے۔ کیا اسے بھی بیوی شمار کریں گے لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العظیم۔

یریدون امّ کلثوم۔" یہ فقرہ کس کا ہے کس کے ارادے کا ذکر ہے" کچھ معلوم نہیں؟ ان وجوہات کی بناء پر اس حدیث کو عقد کے ثبوت میں نہیں پیش کیا جا سکتا۔

امام نسائی کی روایت میں ابن جریج کا قول ہے کہ میں نے نافع کو کہتے ہوئے سنا (یزعم) ان کا گمان ہے کہ ابنِ عمر نے امّ کلثوم بنت علیؑ زوجہ عمر بن خطاب اور ان کے فرزند زید کی نمازِ جنازہ ایک ساتھ پڑھائی۔ یہاں لفظ یزعم ان کا گمان ہے یعنی خود راوی کو قابلِ وثوق علم نہ تھا"

کہنے والے کو خود یقین نہیں تو اس کو ثبوت کے طور کیونکر پیش کیا جا سکتا ہے۔

"ان کہانیوں کو کچھ لوگوں نے بغیر سند یا ماخذ کے بھی درج کیا ہے مثلاً طبری، ابن قتیبہ دینوری۔ ابن اثیر وغیرہ۔ جہاں سند ہے وہاں راوی مجروح ہیں" مثلاً۔ استیعاب میں ابن عبدالبر نے دو روایتیں درج کی ہیں پہلی روایت میں" ایک راوی عبدالوارث" ہے روایت کی سند میں نہ اس کی ولدیت ہے نہ سکونت ذہبی نے میزان الاعتدال میں کئی عبدالوارث کا ذکر کیا ہے ان میں کوئی ضعیف ہے تو کوئی مجہول۔ (میزان الاعتدال ۶۷۹/۲)" ۲۔ دوسری روایت کا پہلا راوی ابن وہب ہے" علماءِ رجال اس سے بالکل ناواقف ہیں" دوسرا راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے۔ ذہبی نے اسے ضعیف" قرار دیا ہے (۶۹۵/۲ میزان الاعتدال) ۳۔ اصابہ۔ ابن حجر عسقلانی میں کئی "سند روایتیں" ہیں ایک کا راوی سفیان ہے سند میں نہ ولدیت ہے نہ سکونت میزان الاعتدال ۳۰۲/۱ پر سفیان نام کے کئی راویوں کا ذکر ہے ان میں کوئی ضعیف ہے کوئی فریب کار اور کسی میں کوئی علّت ہے" ۴۔ ایک روایت عطاء خراسانی کی سند سے ہے۔ علماءِ رجال اس کو ضعیف کہتے ہیں میزان الاعتدال ۱۷۹/۲، شیعہ حضرات کی کتب میں بھی جو کہیں اشارے ملتے ہیں۔

تو ان کے علماء نے بھی ان کو رد کیا ہے چونکہ ان کے بھی موقف سے بھی ہماری تائید ہوتی ہے اس لیئے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً (۱) فروع کافی "محمد بن عمر بن ہشام بن ہشام بن سالم عن ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ (مخلص ترجمہ) اس نے اس سے رشتہ مانگا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ابھی صبیہ ہے رشتہ مانگنے والا (ابن عبدالمطلب) سے ملا۔ کہا میں نے تیرے بھتیجے سے رشتہ مانگا اس نے مجھے ٹھکرا دیا خبردار خدا کی قسم میں تم سے زمزم واپس لے لونگا اور تمہارے لیئے کوئی عزت کا مقام نہ چھوڑوں گا اور دو گواہ کھڑے کروں گا پس ان کے پاس عباس آئے اور تمام قصے کی خبر دی اور کہا معاملہ ان کے سپرد کر دیا جائے پس معاملہ ان کے سپرد کر دیا گیا"۔

اس میں دو باتیں ہیں (۱) کہیں کسی کا نام نہیں ہے۔ قرائین سے بے شک قیاس کیا جا سکتا ہے لیکن یہ کہیں نہیں ہے کہ جناب عباس نے اس مسئلے کو کس طرح حل کیا (۱) ہشام بن سالم کو رجال کشی وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے" جب راوی ہی ضعیف تو بات ہی ختم ہو گئی۔

(۲) فروع کافی کی عبارت جس میں غصباہ کی لفظ ہے اس کا جواب پہلے ہی گزر چکا ہے اس میں لفظ ذالک ہے۔ ذالک دور کے لیئے آتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ خاتون ہاشمیہ بھی نہ تھیں۔

۳۔ فروع کافی: انا علیاً علیہ السلام۔ لما توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق بھا الی بیتہ۔ جب جناب عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو ام کلثوم کو حضرت علی علیہ السلام

عدت پوری کرانے کے لیئے اپنے گھر لے آئے۔ یہاں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ یہ کون ام کلثوم تھیں ہو سکتا ہے ام کلثوم بنت ابوبکر رہی ہوں جو پہلے بھی انہیں کے گھر میں رہ چکی تھیں۔

۴۔ تہذیب الاحکام: عن جعفر عن ابیہ قال ماتت ام کلثوم بنت علی وابنھا زید بن عمر بن الخطاب ایک ہی وقت واحد میں مر گئے۔

اسی روایت کو پہلے دیگر کتب سے پیش کر چکے ہیں۔ یہ طبقات ابن سعد میں بھی ہے اب ذرا تضاد ملاحظہ ہو۔ ایک کہتا ہے عدت پوری کرنے کیلئے حضرت علیؑ اپنے گھر لے آئے دوسرا کہتا ہے وقت واحد میں ماں بیٹے انتقال کر گئے۔ حضرت امام حسنؑ کی زندگی ہی میں پھر وہ سنہ ۶۱ھ میں واقعہ کربلا میں موجود بھی۔ اتنے تضاد خود شاہد ہیں کہ یہ سب قصے گھڑے ہوئے بے اصل ہیں یہ جو کچھ ہم نے نقل کفر۔ کفر نہ باشد کے مصداق اوپر درج کیا ہے یہ دراصل بہت سی کتابوں کا مختصر نچوڑ ہے۔ بی بی سیدہ کی خدمت میں بصد ادب التماس ہے کہ شاہزادی اگر کہیں فروگذاشت ہو گئی ہو تو اپنے بچوں کا صدقہ معاف کر دیجئے گا۔ یقیناً ہم نے ڈرتے ڈرتے چند گستاخ عبارتوں کو نمونے کے طور پر نقل ضرور کیا ہے لیکن صرف اس لیئے کہ لوگ اب توان بے سرو پا باتوں سے باز آجائیں جسے تحقیق کرنا اپنی معلومات میں اضافہ کرنا ہو حق کو تلاش کرنا ہو تو میں عرض کروں گا کہ ہو سکے تو دو کتابیں بھی دیکھ لیں (۱) مخزن المعارف مرزا احمد علی صاحب اور (۲) سہم مسموم جواب نکاح ام کلثوم مولفہ غلام حسین نجفی موخر الذکر کتاب میں کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے۔ لب ولہجہ بے شک سخت ہے شاید وہ اپنے جذبات

ہے مجبور ہوں جس کتاب کے جواب میں انہوں نے سہم مسموم لکھا ہے اس کا لب ولہجہ بھی دیکھ لیں جب ہی انصاف ہو سکتا ہے میں جناب غلام حسین صاحب و دیگر شیعہ مہان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ چند خارجی عقائد کے لوگوں کی تحریر و تقریر کی بنا پر تمام اہلسنت کو مطعون کرنا کون سا انصاف ہے۔

آخر اسی دور میں مشکل کشا۔ ایمان ابوطالب تالیفات جناب صائم چشتی حقائق واستفسار طالب حسین رضوی حنفی۔ کفر یزید وغیرہ کتب اہلسنت ہی کی طرف سے تو آئی ہیں آپ ان کو کیوں نہیں دیکھتے۔ ان کا تذکرہ کیوں نہیں کرتے میں تو کہتا ہوں وہ سنی نہیں جس کے دل میں محبتِ اہلبیتؑ کرام نہ ہو چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) احیاء المیت حافظ امام جلال الدین سیوطیؒ مترجم ص ۵۰

الحدیث الثامن والعشرون	(اٹھائیسویں حدیث) امام بخاری
اخرج البخاری فی تاریخہ عن	نے اپنی کتاب تاریخ میں حضرت حسن
حسن بن علی قال قال رسول	بن علیؑ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں
اللّٰہ صلعم لکل شیءٍ اساس۔ اساس	کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد
الاسلام حب رسول اللّٰہ	فرمایا ہے کہ جس طرح ہر شئے کی ایک
صلی اللّٰہ علیہ وسلم وحب	جڑ اور بنیاد ہوتی ہے (اسی طرح
اھل بیتہ۔	اسلام کی بنیاد بھی ہے اور وہ میری اور
	میرے اہلبیتؑ کی محبت ہے۔

(۲) احیاء المیت الامام حافظ جلال الدین سیوطیؒ۔ مترجم ص ۵۷

الحدیث الرابع والاربعون	چوالیسویں حدیث۔ طبرانی نے
أخرج الطبرانی عن ابن عباسؓ	حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ
قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ	رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے
علیہ وسلم لا تزول قدما	ارشاد فرمایا کہ قیامت میں کوئی شخص
عبد حتی یسال عن اربع	اس وقت تک ہل نہ سکے گا جب تک
عن عمرہ فیما افناہ وعن	اس سے چار چیزوں کے بارے میں
جسدہ فیما ابلاہ وعن	سوال نہ کر لیا جائے گا۔ پہلا سوال
مالہ فیما انفقہ ومن اکتسبہ	اس کی عمر کے متعلق ہو گا کہ اس نے
وعن حبنا اھل البیت۔	کس طرح صرف کیا۔ دوسرا اسکے

جسم کے بارے میں ہو گا کہ اسے کس طرح برتا۔ تیسرا اس کے مال کے بارے میں ہو گا کہ کس طرح خرچ کیا اور کیسے حاصل کیا۔ چوتھا ہمارے اہلبیتؑ کی محبت کے بارے میں ہو گا۔

(۳) احیاء المیت حافظ امام علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ مترجم ص ۴۴

الحدیث الثامن عشر	اٹھارویں حدیث طبرانی نے اوسط
اخرج الطبرانی فی الاوسط	میں حسن بن علی سے یہ روایت نقل کی ہے
عن الحسن بن علی ان رسول اللّٰہ	کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قال الزموا مودتنا اهل البیت	ہم اہلبیت کی مودت
فانہ من لقی اللہ تعالیٰ وھو	ومحبت کی مضبوط گرہ لپنے دل میں
یودنا دخل الجنۃ بشفاعتنا	باندھ لو کیونکہ جو شخص خدا کی بارگاہ
والذی نفسی بیدہ لا ینفع	میں ہماری محبت سمیت پہونچے گا
عبدا عملہ الا بمعرفۃ حقنا	وہ ہماری شفاعت سے جنت میں
	جائیگا اور

سنو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کو اس کا عمل اس وقت تک نفع نہیں پہونچا سکتا جب تک کہ وہ ہمارے حقوق سے عہدہ برآ نہ ہو۔ بزرگ آئمہ اہل سنّت اپنے عمل و قول سے اظہار محبت کرتے رہے ہیں۔ امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ نے تو خروج بنی ہاشم میں ان کی مدد کی۔ اور اس مدد کی انہیں بھرپور قیمت بھی ادا کرنی پڑی اور امام شافعیؒ کو بھی کہنا پڑا۔

لوکان حب آلِ محمد رفض
فلیشھد الثقلان انی رافض
(ینابیع المودۃ - وغیرہ)

اہل سنّت محبت اہل بیت کرام کو فرض سمجھتے ہیں

خارجی عقائد والے حضرات بھی اپنے کو اہل سنّت ہی کہتے ہیں حالانکہ دونوں کے عقائد میں بہت فرق ہے۔ انشاء اللہ حق آج نہیں تو کل آشکار ہو کر رہے گا ایمان کی بات تو یہی ہے کہ عقد ام کلثوم کے بارے میں کوئی صحیح العقیدہ مسلمان

کیسے اور کہاں تک برداشت کر سکتا ہے ایک طرف ان قصّہ کہانیوں سے حضرت عمرؓ کی کردار کشی ہوتی ہے جنس زدگی اور مظالم کا اتہام ہوتا ہے۔ دوسری طرف آلِ رسولؐ کی توہین۔ بے شک ایسے لوگ ہیں جو ان کہانیوں کی بنیاد پر لوگوں کے جذبات مجروح کرتے رہتے ہیں کیا کوئی سُنی حضرت عمرؓ پر جنس زدگی اور مظالم کے مرتکب ہونے کا عقیدہ رکھ سکتا ہے پھر ان باتوں کو ہوا دینے والا سُنی کیسے ہو سکتا ہے۔

نوٹ: ص-۲۲- مورخ ابن جریر طبری نے حضرت عمرؓ کے ساتھ اُم کلثوم کا عقد ہونا دو جگہ درج کیا ہے اور دونوں بے سند ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

(۱) واقعات ۱۷ھ عربی جز الرابع ص ۲۰۶ "اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی ج ۳ ص ۸۵

"تزوج عمر بن الخطاب امّ کلثوم ابنۃ علی ابن ابی طالب — الخ"	اس سال حضرت عمر نے حضرت علی کی صاحبزادی اُم کلثوم سے نکاح کیا۔ الخ"

(۲) سنہ ۲۳ھ کے ذیل میں طبری اردو ترجمہ ج ۳ ص -۲۴۸-

حضرت اُم کلثوم | آپ نے حضرت اُم کلثوم بنت علی سے بھی نکاح کیا۔ الخ" اور مدائینی کے حوالے سے آپ کے پیغام برائے اُم کلثوم بنت ابوبکر کی تفصیلات درج ہیں۔

ایک سند | کتاب احیاء المیت مترجم کے "ہماری گذارش" کے عنوان میں مولانا سیّد نجم حسن کراروی صاحب مرحوم نے مفتی پیر سید محمود شاہ حنفی قادری چشتی کی کتاب مقامع السنیہ الامثالیہ سے کچھ اقتباسات بھی

نقل کئے ہیں ہم اس کی کچھ عبارت اسی حوالے سے پیش کر رہے ہیں تاکہ ہمارے موقف کے لئے ایک سند بھی ہو جائے وادیں میں کتاب مذکور کے ہی الفاظ ہیں۔ ناظرین کرام ہم اس سے قبل یہ عرض کر چکے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس بے جوڑ رشتے کیلئے رسول اللہ سے رشتہ داری کا عذر پیش کیا گیا۔ اسی ضمن میں محمود شاہ صاحب۔ رقمطراز ہیں "یہ محض افتراء بہتان صریح ہے ورنہ کیا جن کو یہ کرامت وفضیلت (شرف دامادی خاندان رسولؐ) نہ ملی وہ کرامت وفضیلت سے محروم ہیں؟ مثلاً حضرت ابوبکرؓ کو؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ اس کے بغیر بھی صاحب کرامات وفضیلت ہیں جو اس کو نہ مانے اپنے ایمان کی خیر منائے۔"

علمائے کرام نے ان چیزوں کی تردید کیوں نہ کی وہ اس سلسلہ میں ص ۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں "یہ بہتان عظیم اور الزام شنیع اس جلیل القدر صحابی (یعنی حضرت عمرؓ) پر اعدائے اسلام کے دست دخل سے خالی نہیں۔ لعدیں حسن ظن سے ہمارے علمائے لکیر کے فقیر بنکر اس بے تحقیق وبے اصل امر کو جو محض نقل کے سوا کچھ نہیں کیا نقل کرنے میں کچھ حرج وخلل بظاہر نہ جانتے ہوئے اس پر تنقید وتردید کی جانب توجہ نہ دی" اس قصہ کے بے اصل ہونے کے ثبوت میں پیر صاحب موصوف نے ایک اور دلیل بھی دی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۲۷ کتاب مذکور "کتب فقہ اہل سنت سے بخوبی اسکی تائید ہوتی ہے کہ سید کا ہم کفو غیر سید نہیں ہو سکتا۔" حضرت عمرؓ سید نہیں تو ان کے ساتھ سیدانی کا نکاح کیوں کر ہو سکتا ہے آخر میں انہوں نے فیصلہ دیا ص ۱۲۹ -

ملاحظہ ہو: "ام کلثوم بنت علیؑ کا عقد حضرت عمرؓ کے ساتھ محض افسانہ ہے ہم علمائے اہلسنت پر اس کا رد واجب ہے کیونکہ اہلبیت اور صحابہ کی تنقیص اور شدید توہین کا موجب ہے۔"

ایک عالم دین کے اس فیصلے کے بعد اب ضرورت تو نہ تھی پھر بھی ایک چیز اور ملاحظہ فرمالیں تاکہ حجت باقی نہ رہے۔

کہیں ایمان نہ رخصت ہو جائے ۔ اللہ کا حکم ہے جب کوئی تنازعہ ہو تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرو ایک مشہور متفق علیہ حدیث ملاحظہ ہو۔

لا یومن احدکم حتی کون احب الیہ من والدہ ولدہ والناس اجمعین بخاری شریف مسلم شریف وغیرہ

جناب انس بن مالکؓ انصاری سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اسکے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں یعنی مومن وہی ہے جو تمام انسانوں سے زیادہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب رکھے اور محبت کا ادنیٰ تقاضہ یہ ہے کہ مثلاً میں جس چیز کو اپنے لئے پسند نہ کروں وہ سرکارؐ کے لئے ہرگز برداشت نہ کروں آج اگر کسی کے لئے کہا جائے کہ اس نے اپنی بیٹی کو بنا سنوار کر ہونیوالے شوہر کے پاس بھیج دیا جس نے اسے گود میں بٹھایا بوسہ لیا۔ پنڈلی پکڑی کپڑا اٹھایا۔

پسندیدگی کا اظہار کیا پھر اسی کے ساتھ شادی کر دی جس کے لیئے بھی یہ باتیں کہی جائیں گی وہ شخص تو اسے گالی سمجھے گا - مرنے مارنے پر اتر آئیگا - کیوں مسلمان بھائی اپنی بیٹی کے لیئے تو گالی سمجھو - برداشت نہ کر سکو لیکن رسول کیلئے ان کی بیٹی کیلئے یہ سب سنو بھی - لکھو بھی - بیان بھی کرو - پھر دعویٰ مسلمانی بھی آپ کا ایمان بھی خوب ہے ہم امام حجت کے لیئے لکھ رہے ہیں حدیث اوپر درج ہے اسکی روشنی میں خود محاسبہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سے اسلام ہی رخصت ہو جائے اور ہمیں اس کا شعور بھی نہ ہو مجھے یقین ہے اس طرح کی باتوں کی ابتداء انہیں لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے جنہوں نے آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور جواب بھی تمنا کرتے ہیں کاش ملک تقسیم نہ ہوا ہوتا۔"

ممکن ہے انہیں بیرونی امداد بھی حاصل ہو مقصد یہ ہے کہ جذبات مشتعل ہوں انتشار پیدا ہو - ملک کمزور ہو اور ان کی مذموم تمنا کہ ملک ختم ہو پوری ہو سکے - وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسی باتیں کرنے سے دو میں سے ایک بات ہوگی - یا رد عمل ہوگا یا نہ ہوگا - اگر رد عمل ہوا تو انتشار پھیلانے کا مدعا پورا ورنہ اپنا ایک طرفہ پراپوگنڈہ جاری اور ذہنی پستی ہوگی نتیجہ ملک کی تباہی - خدا ملک و ملت کو ان کے شر سے محفوظ رکھے -

سوال نمبر 10 - امام جعفر (صادق) علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ عورت اپنی عدت کہاں گزارے - آپ نے کہا جہاں اس کا دل چاہے کیونکہ حضرت عمر فاروق کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم بنت علی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے آئے یہ راوی کئی جگہ اصول کافی ملاں باقر کی مجلس اور بہت ساری کتابوں میں یہ شہادت مل جائے گی"۔

الجواب :- سارا مغالطہ ناموں کی مماثلت سے پیدا کر دیا گیا - اسماء بنت عمیس حضرت ابوبکر کی زوجیت میں تھیں جن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے اور شوہر کے انتقال کے وقت وہ حاملہ تھیں اور کچھ دنوں کے بعد بچی ام کلثوم پیدا ہوئیں - جب ان اسماء بنت عمیس نے حضرت علی سے شادی کر لی تو اپنے دونوں بچوں محمد بن ابی بکر اور ام کلثوم بنت ابوبکر کو ساتھ لے آئیں دونوں بچے حضرت علی کے گھر میں پلے بڑھے -

ان ام کلثوم بنت ابی بکر کا عقد حضرت عمر سے ہوا - جب وہ بیوہ ہو گئیں تو اگر حضرت علی اپنے گھر لے آئیں تو کون سی قیامت آ گئی -

ہمیں حضرات اہلسنت کی دشواریوں کا احساس ہے اپنی بات نبھانے کیلئے ایک روایت یہ بھی سنائی گئی کہ حضرت علی نے ایک جنیہ سے شادی کر لی تھی " ام کلثوم جن کا حضرت عمر سے عقد ہوا - اسی جنیہ کے بطن سے تھیں - بہر حال ہم پھر کہیں گے کتاب تاریخ کا ایک المیہ جس سے ایمان رخصت ہونے کا امکان پھر پڑھ لیں -

سوال نمبر 13 - " میری عمر ۴۵ سال کے لگ بھگ ہو گئی ہے چالیس سال سے مجلس سنتا ہوں کسی مجلس میں یہ (نام نہیں لکھا) نام نہیں سنا جو شہادت (حضرت) عباس کی ہے ویسی یا اس سے کم عثمان (حضرت عثمان بن علی) کی بھی ہو گی - اسی طرح میدانِ کربلا کے اندر حضرت علی کے جو لڑکے شہید ہوئے ان کے ناموں میں عمر اور ابوبکر بکثرت سے ملتا ہے" سبحان اللہ گویا حضرت علی کے دس بیس لڑکوں کے نام عمر اور ابوبکر تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم - اس سلسلے میں آغا مہدی صاحب اعلی اللہ مقامہ کی کتاب " حضرت علی کے بیٹوں کے نام خلفا کے ناموں پر" کی طرف رجوع کریں انشاء اللہ تسلی ہو جائے گی اس وقت وہ کتاب میرے سامنے ہے نہیں - بہر حال آپ نے یہ نام نہیں سنا - ہو سکتا ہے نہ سنا ہو - آپکے بیان کے شہادت ناموں - تاریخ کی کتب کے علاوہ مقاتل میں آپ کو ضرور مل جائے گا - امام کا ہر قول ہر فعل دور رس نتائج کا حامل ہوتا ہے - یہ اعتقادی بات نہیں ہے -

امام موسی کاظم علیہ السلام نے کہا نمازیں ہفتہ میں صرف 35 فرض ہیں - ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایک دن میں 5 تو ہفتہ میں 35 نمازیں ہوئیں -

اس زمانے میں اس جملے کی اہمیت نہ تھی آج اسکی قدر معلوم ہوتی ہے ایک صاحب نے سوال کیا کہ مثلاً وہ نماز فجر کے وقت مغرب کی طرف ہوائی جہاز سے روانہ ہوئے جہاز کی رفتار - زمین کی رفتار کے برابر ہے تو جہاں بھی پہونچیں گے فجر کا وقت ہو گا - اب نمازیں کیسے پڑھیں - ٹھیک فجر کا وقت نظر آئے گا - لیکن دن تاریخ

کو دیکھ کر ہفتہ میں 35 کے حساب سے نمازیں ادا کر لیجئے -

بالکل اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے کا نام عثمان بھی تھا - زمانے نے کیسی کیسی کروٹیں لیں - اسی افغانستان کے ایک علاقہ پر کچھ شیعہ حاکم تھے بستی بھی شیعوں کی تھی مخالفین نے حملہ کیا فتح کر لیا اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوا - چند روز کے بعد کچھ بزرگ آئے کہ اب آپکی حکومت ہے امن قائم کریں - جواب دیا گیا ایک شرط پر قتل و غارتگری ختم ہو گی اگر اپنے علاقے سے ایک آدمی بھی ایسا لے آؤ جس کا نام ابوبکر ہو - (وہاں پہلے شیعہ حکمران تھے) اب اگر کوئی اپنے بچوں کا نام رکھنے پر مجبور کیا جائے تو وہ فخر سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے اسکا نام مولیٰ علی کے بیٹے کے نام پر رکھا ہے اور سنئے - یہ واقعہ میر عثمان علی خاں والئی دکن کا ہے - انہوں نے ایک شیعہ عالم سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور کا نام تو علی کے بیٹے کے نام پر ہے تو سن کر خوش ہو گئے -

آپ کی اطلاع کیلئے کربلا کے میدان میں دت (حسینی برہمن) نے بھی شرکت کی ہے -

وہب کلبی (عیسائی خاندان کے تھے) کلمہ پڑھ کر کربلا میں مسلمان ہو کے شہید ہوئے -

اللہ آپ کے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے میرا آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ ہے کہ کوئی بات کسی طرف سے آئے - اگر عقیدہ عصمت سے متصادم ہو تو قبول نہ فرمایئے کیونکہ وہ قرآن کی آیت تطہیر سے متصادم ہو گی - انشاء اللہ پھر دشواری نہ ہو گی - الحاصل حضرت علی کے بیٹوں کے نام وہی تھے جو خلفاء کے نام تھے - توضیح بیان کی جا چکی ہے -

سوال نمبر 14 " حضرت حسنؑ کی شادیوں کی تعداد اولادوں کی تعداد اور انکے نام؟"

ارے بھائی کھل کر بات کرو۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں یہی نا کہ کہا جاتا ہے امام حسنؑ نے 500 شادیاں کیں پھر بڑھتے بڑھتے 900 اور ہزار کی گنتی پوری کردی گئی۔ اسلیئے کہ اسکے آگے عربی میں گنتی بھی ہی نہیں۔ یہ میلین وغیرہ انگریزی سے لیا گیا ہے اور وجہ یہ بیان کی گئی کہ جی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ داری سمدھیانہ ہی سہی ثابت ہوجائے۔ جب زنِ فرعون اپنے شوہر فرعون کیلئے مفید نہیں ہوسکتی تو اور کسی کا کیا ذکر۔ بہرحال اگر یہی بات بھی تو فخریہ ان ازواج کے نام تاریخوں میں آنا چاہیئے تھے۔ لیکن بقول جناب ڈاکٹر کلب صادق صاحب، تاریخوں سے چندہ بھی کر لیا جائے کہ کسی میں کوئی نام ہے کسی میں کوئی تو بھی نو سے زیادہ نام نہیں مل سکتے اگر نو سو ہوتے تو خیال ہوتا کہ غلطی سے دو زیرو بڑھ گئے لیکن یہاں تو ہزار ہے۔ یہ سب بنی امیہ کی من گھڑت ہے۔ اور عقلاً بھی ناممکن ہے۔ آپ جو عقیدہ چاہیں رکھیں ہم پر کیا اثر پڑے گا عقلی دلیل پیش کر کے آگے بڑھ جائیں اسلیئے کہ سوالوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ایک ایک سوال پر اگر ایک کتاب نہ سہی ایک ایک کتابچہ تو لکھا ہی جا سکتا ہے ایک فرد واحد کیلئے اتنا وقت صرف کرنا حماقت کے سوا کچھ بھی نہیں جبکہ نیت افہام و تفہیم کی ہرگز نہیں ہے تو جناب یہ دلیل جو ذیل میں درج کر رہا ہوں وہ بھی

جناب ڈاکٹر کلب صادق مدظلہ العالی ہی کی ہے۔

دیکھیئے ایک شخص بہ یک وقت چار بیویاں رکھ سکتا ہے اسکی اجازت ہے پانچویں کے لیئے کسی ایک کو طلاق بہرحال دینی پڑے گی۔ یہ جس کو طلاق دیا اس کا نان نفقہ اس وقت تک آپکے ذمہ ہے جب تک عدت پوری نہ ہوجائے۔ دوسرے لفظوں میں عدت پوری ہونے تک وہ آپکی چوتھی ہی شمار کی جائے گی۔ لہٰذا پانچویں شادی سے پہلے آپ کو 3½ ماہ اندازاً انتظار کرنا پڑے گا۔ وہ مدت پوری ہوجائے پھر بے شک پانچویں شادی کر سکتے ہیں اس حساب سے تو بھائی صاحب 1000 شادیوں کیلئے کم از کم نو سو سال عمر ہونی چاہیئے جبکہ امام عالی مقام کی عمر کل 47 سال ہی ہے۔ باقی اولادوں کے نام؟ وہ تو آپ نے کراچی کی اصطلاح میں گریبی میں لکھ دیا اسلیئے ہم اسکو نظر انداز کرتے ہیں۔ آپ خود تاریخوں میں تلاش فرما سکتے ہیں۔

سوال نمبر 22 - " حضور صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے حضور صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی وفات کے حضرت علی نے تیجا چالیسواں یا برسی کی تھی یا نہیں؟"

سوال میں جو اردو کی غلطیاں آگئی ہیں خود درست فرمالیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے کسی سوال میں تیجا چالیسویں کا سوال اٹھایا تھا۔

مجھے یاد ہے کچھ عرصہ پہلے میں نے اپنے کسی رسالے میں اس پر مفصل بحث کی تھی وہ اب مل نہیں رہا ہے۔ خیر اللہ مالک ہے۔ ہم نے تو تواریخ میں پڑھا کہ جب جناب جعفر طیار

جنگِ موتہ میں شہید ہو گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے بچوں کو تین روز تک کھانا کھلایا۔ (سیدہ کی بیٹی، راشد الخیری مرحوم) اسکے علاوہ جنگ احد کے شہیدوں پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آٹھ برس کے بعد بھی نماز پڑھی۔ ایک سابق MNA بہار کے تھے انہوں نے ایک کتاب لکھی اجتہادی مسائل۔ اور اسپر زور دیا کہ قرآن کریم نے لفظ ثواب اجر کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ اجر اچھا بھی ہو سکتا ہے برا بھی چونکہ برا اجر ایصال نہیں کیا جا سکتا (یعنی دوسروں کو نہیں دیا جا سکتا) لہٰذا اچھا اجر بھی نہیں ایصال ہو سکتا۔ اب مرحوم ہو گئے اسلئے نام کیا لکھوں بہرحال میں نے یہ عرض کیا تھا کہ بھائی دنیا کے کسی کونے میں چلے جائیں آپ کسی کا کام کریں اجرت آپ کہیں کہ میں تو باہر جا رہا ہوں یہ اجرت کے پیسے میرے بیٹے کو دیدیجیئے گا ہر معاشرہ قبول کرتا ہے کیوں اسلئے کہ اب وہ اجرت کی رقم آپکی ملکیت جسے چاہیں دیں۔ لیکن اسکے برخلاف خدانخواستہ کسی نے کوئی اخلاقی جرم کیا۔ وہ کہے کہ حضرت جرم تو مجھ پر ثابت ہو گیا اسکی سزا میرے فلاں دوست کو دیدیجیئے۔ کوئی قبول نہ کریگا اسلئے کہ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اچھا تیجا چالیسواں ہوا۔ لوگوں کو آپنے کھانا کھلایا بلا امتیاز اسمیں غریبوں کو ناداروں کو محتاجوں کو بھی مل گیا اس کھلانے کا کچھ ثواب ہو گا کہ نہیں بس ہماری نیت یہ ہوتی ہے کہ اسکا ثواب فلاں کو پہونچے۔ اسمیں غیر اللہ کہاں سے آن ٹپکا۔

ہم کربلا والوں کا چہلم وغیرہ اسلئے کرتے ہیں کہ یاد رہے ان کا چہلم تیجہ وغیرہ

کرنے والے تھے لیکن انہیں نہ کرنے دیا گیا۔ اور جن کے کرنے والے تھے کر سکتے تھے یقین ہے کہ انہوں نے کیا چونکہ یہ Expected بات ہے خبر نہ بنی کہ تاریخ نقل کرتی کتے نے آدمی کو کاٹ لیا۔ خبر نہیں ہے آدمی نے کتے کو کاٹ لیا خبر ہے۔ لہٰذا اگر کوئی کہے تاریخ میں دکھائیے تو سوال عبث ہے اور پھر برا نہ مانئے گا۔ صاحبانِ اقتدار جب کفن دفن میں شریک نہ ہوئے تو ان سے کیا توقع کہ وہ تیجے چالیسویں میں شریک ہوتے۔ ہاں اگر شریک ہوتے اور ان کی شرکت ان کے مفاد میں ہوتی تو اس بات کا پورے زور و شور سے ذکر ہوتا۔ معاویہ نے تقریباً سال بھر تک وہ کرتا جس میں حضرت عثمان کا خون بھرا تھا دمشق کی مسجد میں ٹنگا رکھا البدایہ والنہایہ ابن کثیر دمشقی، کہ لوگ دیکھیں اور جذبات ابھریں لوگ پوچھیں کہ کس نے قتل کیا تو کہا جائے معاذ اللہ حضرت علی نے۔ وہ جاہل قوم جس کو یہ نہ بتایا گیا ہو کہ عائشہ رض کون تھیں علی کون تھے۔ انہیں تو اسپر بھی اعتراض نہ ہوا کہ جمعہ کی نماز معاویہ نے صفین جاتے ہوئے بدھ کو پڑھا دی۔ بہرحال بعد کے حکمرانوں نے اسلئے تیجہ چالیسواں وغیرہ ترک کیا کہ ان کی خوشی کا موقعہ اسمیں رنگ میں بھنگ سب مر گئے ختم۔ حالانکہ سورہ یٰسین میں ہے کہ ہم لکھتے ہیں قدمو او آثارھم سب کو یہ عجیب منطق ہے کہ حج بدل تو ہو جائے اور کسی کو کھانا کھلانے کا ثواب ایصال نہ ہو سکے سبحان اللہ۔ یاد رکھئے مرنے والے کو کھانا نہیں کھانا۔ کھلانے کا ثواب پہونچتا ہے حضرت جعفر طیار کے بچوں کو تین دن کھانا کھلانا بقیع میں سال کے سال جانا تیجہ اور برسی کے جواز کیلئے یہی کافی ہے۔

سوال نمبر 23 : "حضرت ابوطالب کے بیٹے عقیل امیر معاویہ سے مل گئے تھے جبکہ جنگ امیر معاویہ کی ہو رہی تھی حضرت علی آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

اگر ہم صرف "نہیں" لکھدیں گے تو نہ آپکی تسلّی ہو گی نہ ہماری۔ جنگ سے مراد شاید جنگِ صفین ہے۔

تو جناب پہلے تو بخاری شریف کی یہ حدیث ملاحظہ فرمالیں باب تعمیر مسجد (ج - ۱ مختصراً (حدیث مشہور ہے آپ کے علم میں نہ ہو تو اور بات ہے) یہ کہ مسجدِ نبوی تعمیر ہو رہی تھی سب صحابہ کرام ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور جناب عمّار یاسرؓ دو دو اینٹ اٹھا رہے تھے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انکے سر پہ ہاتھ پھیرا اگرد صاف کی (سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے عمار کا کہ انکے سر پر رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ شفقت پھیرا) اور فرمایا: وائے ہو اے عمار میں دیکھ رہا ہوں تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ تم ان کو جنت کی طرف بلا رہے ہو گے۔ اور وہ تم کو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ (۱) حضرت عمار کو باغی گروہ (فئتہ الباغیہ) قتل کرے گا (۲) اور حضرت عمار مخالف کو جنت کی طرف بلا رہے ہوں گے اور مخالفین جہنم کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے اور تمام تاریخوں میں ہے کہ حضرت عمار یاسر جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے معاویہ کے لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مجھے تو کسی تاریخ میں نہیں ملا کہ جناب عقیل صفین میں معاویہ کے لشکر میں رہے ہوں۔ یا معاویہ کی طرف سے اس جنگ میں لڑے ہوں۔

کوئی جھوٹی سے جھوٹی روایت بھی کہیں نہیں ہے لیکن جانتا ہوں اس سوال کے پیچھے کیا فکر کارفرما ہے اگرچہ آپ نے کھل کر نہیں کہا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ جناب عقیل نے اپنی عسرت کی وجہ سے بیت المال سے کچھ اپنے حصّے سے زیادہ کی منفعت حضرت علی سے چاہی تھی لیکن یہ ویسا ہی ہے جیسے جناب محمد حنفیہ نے بظاہر مطالبہ امامت کیا تھا اور فیصلہ حجرِ اسود کی گواہی پر امام زین العابدین علیہ السلام کے حق میں ہوا۔ مقصد یہ تھا کہ دنیا پر حق آشکار ہو جائے کہ امام زین العابدین ہی بعد امام حسینؑ منصب امامت پر منجانب اللہ فائض ہیں۔ بالکل اسی طرح یہ مطالبہ اسلئے تھا کہ دنیا جان لے کہ علی دیانتداری کے معاملے میں کتنے سخت ہیں کہ باوجود ہمدردی کے اپنے سگے بھائی سے دین و دیانت کے بارے میں ذرا بھی رعایت نہیں کرتے اور اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ جناب عقیل دربار معاویہ میں گئے۔ اب وہاں کی کچھ جھلکیاں دیکھ لیں انشاءاللہ حق آشکار اور شبہات دور ہو جائیں گے۔ امیر معاویہ تو دل سے چاہتے تھے کہ علی کی طرف کا کوئی آدمی انکے پاس آئے۔ پھر سگا بڑا بھائی۔ ظاہر ہے انکی خوشی کی انتہا نہ رہی ہو گی۔ اور وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

قبل اسکے کہ میں اصل مکالمہ عرض کروں۔ ایک چیز عرض کرنا ضروری ہے عربی میں دنیا کے مقابلے میں آخرت آیا ہے۔ دنیا کے مقابلے پر دین نہیں آیا اسلئے کہ دین کا لفظ وسیع ہے اسمیں دنیا بھی شامل ہے مثلاً ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنتہ و فی الآخرۃ حسنتہ وقنا عذاب النار اب سنئے امیر شام معاویہ نے حضرت عقیل کی آمد سے فائدہ اٹھانا چاہا لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو اگر عقیل مجھ کو اپنے بھائی سے بہتر نہ سمجھتے تو میرے پاس کیوں آتے

جناب عقیل نے فوراً فرمایا: میرا بھائی میرے لیئے دین میں بہتر ہے اور تو میرے لیئے دنیا میں بہتر ہے۔ اخی خیرلی فی دینی وانت خیرلی فی دنیا۔ (مجمع البحرین منقول از کتاب سوانح حضرت مسلم بن عقیل کراچی ص 40) اس سے حضرت عقیل کا موقف بحمد للہ بالکل واضح ہے۔ امیر شام نے ایک صحبت قرار دی اور طے کیا ہر شخص حاضرین میں سے منبر پر جا کر علی ابن ابی طالب کی شان میں ناسزا الفاظ کہے (سب و شتم کرے) جب جناب عقیل کی باری آئی۔ منبر پر گئے فرمایا: بلعن علی امرنی معاویہ۔ فالعنوہ علی پر لعنت کرنے کیلئے مجھے معاویہ نے حکم دیا ہے تم سب اسپر لعنت کرو۔ (مستطرف منقول از کتاب سوانح حضرت مسلم بن عقیل ص 41) اور منبر سے اتر آئے۔

اگر حسن ظن ہو تو صرف انہیں دو واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دربار معاویہ میں علی کی وکالت اور انکے خلاف پراپیگنڈے کی کاٹ کرتے رہتے تھے انکے جوابات کو تمام حاضرین آخر سنتے تھے کہ نہیں۔

جناب عقیل نابینا ہو گئے تھے۔ معاویہ نے طنز کیا کہ بنی ہاشم بھی اندھے ہو جاتے ہیں فوراً جواب دیا ہماری تو صرف بصارت جاتی رہی مگر بنی امیہ کی بصیرت جاتی رہی (از کتاب ارشادیہ چودھویں رات کا چاند منقول از کتاب سوانح حضرت مسلم بن عقیل از آغا مہدی صاحب اعلی اللہ مقامہ) رہ گیا مالی منفعت لینا۔ کلیہ بیان ہو چکا ہے آخر معاویہ غاصب تھے اور کچھ نہ سہی جب خلیفہ راشد حضرت علی نے معزول کر دیا تھا تو پھر سوائے دھاندلی کے کیا رہ گیا رسول اللہ نے بھی باغی گروہ ارشاد فرمایا۔ میرے خیال میں انشاء اللہ یہ چند اشارے ہی کافی ہوں گے۔

سوال نمبر 28۔ ہمارے حساب سے تو 28 ہے آپ نے 23 کے بعد پھر ۱۔۲ شروع کر دیا کیا وجہ ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ "حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی۔ حضرت حسن حضرت حسین نماز کیسے پڑھتے تھے؟"

سوال 29 "اور اب جو اہل تشیع نماز پڑھتے ہیں وہ کون سے امام کی سنت ہے اور حوالہ مستند دیا جائے" یہ انداز گفتگو سبحان اللہ۔ اگر ہمیں علم کے ساتھ حلم کا حکم نہ ہوتا تو اسی لب و لہجہ میں جواب دیا جاتا بہر حال اللہ مدد کرے معلوم ہوتا ہے ایک گاہک دوکاندار سے سودا سلف طلب کر رہا ہے شرطیں لگا رہا ہے۔ حضرت امام علی مرتضی امام حسن مجتبی اور حسین شہید کربلا اسی طرح نماز پڑھتے تھے جسطرح جناب رسول خدا پڑھتے تھے ائمہ اطہار بھی اسی طرح نمازیں پڑھتے تھے جس طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پڑھتے تھے۔ اور شیعہ بھی اسی طرح نمازیں پڑھتے ہیں جس طرح جناب رسول خدا پڑھتے تھے۔ آپکے عقیدے میں بخاری بعد از کتاب باری تو بہر حال مستند ہے ہی۔ چلیئے اسی سے جواب ملاحظہ فرمالیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم صرف ترجمہ اردو پیش کریں گے وہ ہی جو آپ کے مترجم نے لکھا ہے اپنی طرف سے نہیں۔

نماز میں تبدیلیاں | بخاری شریف ج ۱۔ حدیث نمبر 501 مترجم کراچی۔ (حذف اسناد کے ساتھ)

"حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں تھیں ان میں سے اب کوئی بات نہیں پاتا۔ کسی نے کہا نماز تو ہے حضرت انس نے کہا اسمیں بھی تم نے (جو عربی کی لفظ ہے صنعتیں) صنعتیں کی ہیں وہ کی ہیں" اسی بخاری شریف کی حدیث نمبر 502 دوسرے طرق سے ہے ص 264۔

(حذف اسناد کے ساتھ) " زہری روایت کرتے ہیں میں دمشق میں اُنس بن مالک کے پاس گیا وہ رو رہے تھے میں نے کہا خیر ہے آپ کیوں رو رہے ہیں۔ فرمایا میں نے جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے زمانے میں دیکھی ہیں اب ان میں سے کوئی بات نہیں پاتا۔ صرف ایک نماز ہے سو وہ بھی ضائع ہو چکی ہے" لیجئے صاحب آپ کی مستند کتاب سے دو حدیثیں پیش کیں۔ ان سے نتیجہ نکلا کہ۔

(۱) زمانہ رسول کی تمام باتیں بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدل گئی بلکہ مٹ گئی ہیں ایسی کہ اُنس رضی اللہ کے دل پر اثر تھا کہ وہ رو رہے تھے۔

(۲) نماز میں بھی تبدیلیاں کی گئیں اتنی کہ جناب اُنس کے نزدیک

(۳) وہ بھی ضائع ہو چکی تھیں۔

چونکہ اس وقت مرکز گفتگو صرف نماز ہے اسلئے عرض خدمت ہے کہ جناب نماز جیسی اہم عبادت میں تبدیلی میرے آپ کے کہنے سے نہیں ہو سکتی یہ صاحبانِ اقتدا ہی کا کرشمہ ہے اس کا ثبوت بھی انشاء اللہ دیں گے

بہر حال یہ تو بالکل ثابت ہے کہ نماز میں تبدیلیاں ہوئیں۔ میرے موقف کا دوسرا جز ہے کہ جناب علی مرتضیٰ حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ و دیگر آئمہ اسی طرح نمازیں پڑھتے تھے جس طرح جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ اسکے لئے لیجئے

حضرت علی ویسے ہی نمازیں پڑھتے تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے

بخاری شریف ج ۱۔ کتاب الاذان مترجم کراچی حدیث نمبر 745 (حذف اسناد کے ساتھ) ترجمہ عمران بن حصین کا بیان ہے کہ میں نے بصرہ میں

حضرت علیؓ کے ساتھ (اقتدا میں) نماز پڑھی۔ کہتے ہیں کہ اس مرد نے (یعنی حضرت علی مرتضیٰ) نے ہمیں وہ نماز یاد دلادی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ الخ۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو اسی بخاری شریف کی ج ۱۔ ص 342 پر حدیث نمبر 747 ملاحظہ فرمالیں۔ (ترجمہ حذف اسناد کے ساتھ) مطرف بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے علی ابن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ شریف) کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو عمران بن حصین نے میرا بازو تھاما اور مجھ سے کہا اس شخص (یعنی حضرت علی علیہ السلام) نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد دلادی۔ یا یہ کہا کہ بے شک انہوں نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی سی نماز پڑھا دی۔

اب تو بات واضح ہو گئی کہ حضرت علی اسی طرح نمازیں پڑھا کرتے تھے جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

ارشاد رسول مقبول ہے۔ تم ویسے نماز پڑھو جیسے مجھے دیکھو۔ حضرت علی اسوقت سے نماز پڑھ رہے تھے جب سارے روئے زمین پر صرف تین نمازی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت علی اور جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا۔

ہیئت نماز میں بڑا اختلاف ہاتھ کھول کر۔ یا باندھ کر پڑھنے پر ہے اور پھر اگر باندھیں تو کہاں باندھیں سینے پر۔ شکم پر۔ یا اور نیچے۔

بخاری شریف ج ۱۔ کتاب الاذان حدیث نمبر 701 مترجم کراچی

اور موطاء امام مالک - مترجم کراچی ص 137 میں ہے عن سھل بن سعد: کان الناس
یومرون ان یضع الرجل یدہ الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلوٰۃ قال ابوحازم
لا اعلمہ انہ یمنی ذالک سھل بن سعد سے روایت ہے کہ لوگ حکم کیے جاتے تھے نماز میں
داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھنے کا - ابوحازم کہتے ہیں میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ
اس کو مرفوع کرتے ہیں - مختصر یہ کہ کون حکم دیتا تھا نہیں معلوم اسی انداز حکم سے ٭

اب ذرا ایک قدیم کتاب الصلوٰۃ مسعودی طبع 307 اھ بمبئی انڈیا - ج ۱ - ص - 59
فارسی میں ہے " کہ در ابتدائے اسلام ابوبکر صدیق رض دست در نماز بر سینہ نہادن و بدل
مناجات کردی خداوندا سینۂ مرا از کینہ پاک گردان ...... امیرالمومنین عمر رض دست بر
شکم نہادی و نیت وی آن بودے کہ خداوندا باطن مرا از حرام نگاہ دار و عثمان رض دست بر
فرج نہادی و نیت اَن بودے کہ اے خدایا اے بار خدا یا فرج مرا از حرام نگاہدار و امیرالمومنین
علی رض دستہا آزاد داشتی مختصراً یہ کہ حضرت ابوبکر سینے پر ہاتھ باندھتے حضرت عمر
شکم پر اور حضرت عثمان اور نیچے اور حضرت علی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور
ہم بخاری شریف کی دو روایتیں پیش کر چکے ہیں کہ حضرت علی اسی طرح نمازیں پڑھتے تھے
جس طرح حضرت رسولخدا پڑھا کرتے تھے اور بھی چیزیں ہیں لیکن سردست انہیں پر
اکتفا کرتے ہیں - چلیے ایک اور ہلکی پھلکی چیز پیش کر دیں -

نماز میں ترک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی غرائب القرآن

تفسیر نیشاپوری وغیرہ میں ہے " روی الشافعی باسنادہ - ان معاویہ قیام المدینہ
فصلی بھم و لم یقرء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - ولم یکبر عند الخفض فلما سلم ناداہ المھاجرین

٭ واضح ہو کہ لوگ نماز میں پہلے ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اب حکم دیا گیا کہ ہاتھ باندھو اور یوں باندھو ورنہ اس حکم کی ضرورت ہی کیا تھی -

والانصار یا معاویہ سرقت فی الصلوٰۃ عین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - واین التکبیر والسجود
ثم انہ اعادہ الصلوٰۃ مع بسم اللہ والتکبیر

ترجمہ: شافعی اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ جب مدینہ آئے اور مسلمانوں کو
نماز پڑھائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا - تو جب سلام پھیر چکے (یعنی نماز ختم کر چکے)
تو مہاجرین و انصار نے پکار کر کہا - اے معاویہ تو نے نماز میں چوری کی - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کہاں ہے اور پھر سب نے دوبارہ نماز پڑھی مزید تفصیل کیلئے دیکھو ہمارا رسالہ -
گذارش احوال واقعی - کراچی -

حیّ علیٰ خیر العمل کو حضرت عمر نے بند کرایا | شرح تجرید علامہ قوشجی ص 385

منقول از موعظۂ حسنہ علامہ حائری اعلی اللہ مقامہ ص 77) وہ حضرت عمر کے
حال میں لکھتے ہیں " وانہ رضی اللہ عنہ صعد المنبر وقال یا ایہا الناس ثلث کن
علی عہد رسول اللہ صلعم انہی عنھن و احرمھن واعاقب علیھن وھی متعۃ النساء
ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل -

یعنی حضرت عمر نے منبر پر کہا لوگو تین باتیں - متعہ نکاح - متعہ حج اور اذان میں
حی علی خیر العمل پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانے میں جائز و حلال و جاری تھے
میں ان تینوں باتوں سے ممانعت کرتا ہوں اور تینوں کو حرام کرتا ہوں اور آئندہ ان
باتوں کے کرنے والے کو عذاب و عقاب کروں گا عبارت واضح ہے کہ حی علی خیر العمل
زمانہ رسول میں اذان میں شامل تھا - اس سنت کے خلاف حضرت عمر نے یہ حکم دیا
حضرت علی کا موذن اس کلمہ کو اذان میں کہا کرتا تھا -

حی علی خیر العمل | لغات الحدیث مولوی وحید الزماں حیدر آبادی (دکن) عالم اہلحدیث تالیف 1324ھ۔کتاب "ن" ص۔ ۶ پر ہے " حضرت علی کا موذن اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا کرتا تھا۔ یہ سن کر آپ خوش ہوئے اور اسکو مرحبا کہا "

چلئے ایک ادھر اور ملاحظہ فرمالیں۔

الصلوٰۃ خیر من النوم | موطاء امام مالک مترجم کراچی۔ص 88۔حدیث نمبر 8

عن مالک۔ انہ بلغہ ان الموذن جاء عمر بن الخطاب یوذنہ لصلوٰۃ الصبح فوجدہ نائماً فقال الصلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المومنین فامرہ ان یجعلھا فی نداء الصبح

امام مالک کو یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت عمر کے پاس موذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کو تو سوتا پایا حضرت عمر کو پس اس نے کہا نماز سونے سے بہتر ہے۔اے مومنوں کے امیر تو حکم دیا حضرت عمر نے موذن کو کہ کہا کر اس کلمے کو صبح کی اذان میں۔

واضح ہے کہ اذان رسول میں یہ کلمہ نہ تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر بھی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے ملاحظہ ہو (ابن ابی شیبہ 235ھ عربی۔کراچی۔ج۔۱۔ص 215

حدثنا ابو اسامہ قال نا عبداللہ عن نافع قال کان ابن عمر زاد فی اذان حی علی خیر العمل

اور حضرت علی ابن حسین امام زین العابدین بھی اپنی اذان میں حی علی خیر العمل کہا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ) 235ھ ج۔ا ص 215 ا پر ہے حدثنا ابوبکر قال نا حاتم بن اسمٰعیل عن جعفر عن ابیہ و مسلم بن ابی مریم ان علی بن حسین کان یوذن فاذا بلغ حی علی الفلاح قال حی علی خیر العمل۔

رہ گئی بات کس امام کی۔ تو پہلے عرض کیا جاچکا ہے آئمہ اسی طرح نماز یں پڑھتے تھے جس طرح حضرت علی اور جناب رسول خدا پڑھا کرتے تھے۔

اگر خدانخواستہ آپکے بزرگوں کی طرح سیاسی اور دیگر مصلحتوں کی بنا پر ذرا بھی امکان یا گمان ہوتا اور ہو بھی کیسے سکتا تھا جبکہ آیت تطہیر موجود ہے۔تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز نہ فرماتے۔

حدیث ثقلین | ترمذی شریف ج۔2۔ص 741 مترجم کراچی۔حدیث نمبر 1722۔

راوی حضرت زید بن ارقم ہیں:۔ اسناد۔" علی بن منذر کوفی۔محمد بن فضیل۔ اعمش عطیہ۔ ابی سعید (اور) اعمش۔حبیب بن ابی ثابت حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ وسلم)۔نے ارشاد فرمایا میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جس کا دامن اگر تم پکڑے رہو گے تو میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا ہے۔ اللہ کی کتاب ایک رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی اور میری عترت یعنی اہلبیت اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پہ آئیں گے۔پس دیکھو تم میرے بعد ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو۔"

ممکن ہے آپ کہیں کہ جناب ہم نے تو یہ روایت یوں سنی ہے کہ میں تمہارے درمیان چھوڑے جارہا ہوں۔ کتاب اللہ اور سنتی۔

اس پر مجھے جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل دیوبند کی ایک تقریر یاد آئی۔لوگ انکی تقریر کے درمیان پرچہ لکھ کر منبر تک پہونچا دیتے اور وہ پڑھ کر سنا بھی دیتے اور جواب بھی دے دیتے اللہ ان کے مراتب بلند کرے وہ مارٹن روڈ کراچی امام بارگاہ میں تقریر کر رہے تھے اور انہوں نے حدیث ثقلین بیان کی کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی۔جواد پر بیان ہوئی

یہ جو پہونچ گیا کہ ہم نے تو یہ پڑھا اور سنا ہے کتاب اللہ و سنتی ۔ سبحان اللہ کیا جواب دیا ۔ یہ جواب انہیں کو زیب دیتا ہے اور وہی یہ بات کہہ سکتے ہیں ۔

انہوں نے فرمایا تو نے جو حدیث کتاب اللہ و سنتی کہی ہے وہ تو اس منزلت کی بھی نہیں کہ تیری صحاح ستہ میں کہیں جگہ پاتی ۔ اور میں نے جو بیان کیا کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی تیری صحاح میں سے لانا بیٹیا ترمذی شریف ۔۔ اور شروع ہو گئے جسکی نظر صحاح ستہ کی تمام احادیث پر ہو ۔ عبور ہو وہی یہ دعوی کر سکتا ہے دوسرا انہیں ظاہر ہے کہ آئمہ طاہرین بھی اسی طرح نمازیں پڑھتے تھے جس طرح جناب رسولخدا پڑھا کرتے تھے ۔ خدا کرے تیرے دلمیں اتر جائے مری بات ۔

ممکن ہے آپ کے دوست اپنے علماء سے رجوع کریں شاید وہ جواب دیں گے تم سے کس نے کہا تھا کہ تم شیعوں سے ربط ضبط رکھو ارے بھائی حدیث ہے کہ رافضیوں کا مکمل Social boycot بائیکاٹ کرو ۔ اچھا ۔ بلکہ یہاں تک ہے کہ جہاں پاؤ قتل کر دو ۔ ہم تک بھی جعلی احادیث پہونچیں ۔ ہم نے چھان بین کیا ۔ تو دو ماخذ ملے ۔ ان میں اسی قسم کی چھ احادیث ملیں ۔ شاید انہیں کو طلباء کو رٹایا گیا ہے جو Hit men ۔ شیعوں کو قتل کرتے پھرتے رہے ہیں اب ان کا جواب بھی سن لیجئے ۔ خدا کی شان ہے اس کا وعدہ سچا کہ ہم حق کو باطل سے ممیز کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے ان چھ کی چھ وضعی روایتوں میں دو چیزیں قدرِ مشترک ہیں ایک آخری زمانے میں قوم پیدا ہو گی کہ جسے تم رافضی کہو گے تم ان کو پانا تو یہ کرنا وہ کرنا یعنی آخری زمانہ میں قوم رافضی پیدا ہو گی

آخری زمانہ اور قوم رافضی ۔ اللہ کا احسان ہے کس زبان سے شکر ادا کروں ۔ حضرت امام شافعی رحمت اللہ علیہ ۱۸۰ھ کے ہیں ۔ ان کے کئی اشعار ہیں جن میں رفض اور رافضی کا ذکر ہے مثلاً لو کان حب آلِ محمد رفض

فلیشھد الثقلان انی رافض ۔

اگر آلِ محمدؐ کی محبت کا نام رفض ہے تو دونوں جہاں گواہ رہیں میں رافضی ہوں ۔

بس بھائی صاحب اگر ۱۸۰ھ آخری زمانہ تھا تو پھر تو ہم قیامت کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں وقت نے ثابت کر دیا کہ روائتیں گھڑی ہوئی ہیں ۔ بالکل جس طرح آج چاند پر جب انسان پہونچ گیا تو وہ روائتیں خود بخود جھوٹی ثابت ہو گئیں کہ جن میں کہا گیا کہ یہ شیطانی باتیں کوئی چاند پر نہیں جا سکتا وغیرہ ۔ اور یہاں کراچی میں مولانا تقی عثمانی صاحب کو مولویوں خطیبوں کو بلا کر کہنا پڑا کہ نہیں انسان واقعی چاند پر اتر گیا ہے

حدیثِ سفینہ کا اشارہ مستدرک حاکم ج ۔۳۔ کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے حضرت ابوذرؓ خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر فرماتے ہیں جو جانتا ہے جانتا ہے جو نہیں جانتا جان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے ۔ جو اس پر سوار ہوا ۔ اسنے نجات پائی جسنے تخلف کیا فغرق ۔ غرق ہوا ۔ میں واضح کر دوں کہ مستدرک میں حاکمؒ نے ان احادیث کو جمع کیا ہے جو معیار شیخین یعنی بخاری و مسلم کے مطابق ہیں لیکن ان سے چھوٹ گیئں ۔ دوسرے لفظوں میں یہ احادیث مسلم و بخاری کے معیار کے مطابق ہیں ۔

رسول صاحب ما ینطق عن الھویٰ ہیں۔ آیت تطہیر (سورہ احزاب) کے نزول کے بعد چھ مہینے تک اور بعض کے مطابق نو مہینے تک نمازِ صبح سے پہلے خانہ جناب سیّدہ کے دروازے پر کھڑے ہوکر یہ آیت پڑھا کہ انما یرید اللہ ...... تطہیرا۔

بس میرے بھائی۔ غذا روحانی ہو یا جسمانی اتنی ہی دینی چاہیے جتنی ہضم ہو سکے۔ ابھی اس موضوع میں کتنے اور پہلو تھے۔ فی الحال ترک کرتے ہیں۔ آہ آہ اس دروازے پر آگ۔ اور جناب سیّدہ پر وہ ظلم کہ محسن کا اسقاط ہوا۔

الحمد للہ ابھی تک سب اس بات پر متفق ہیں (اور عمل پیرا بھی ہیں) کہ جب تک نماز (التحیات) میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر درود نہ بھیجا جائے نماز نہیں ہوتی۔ حضرت امام شافعیؒ کا شعر ہے۔

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصلی علیکم لا صلواۃ لہ

اے اللہ کے رسول کے اہل بیت تمہاری محبت فرض ہے جس کو اللہ نے قرآن میں نازل کیا تمہارے بلند مرتبہ ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر نماز میں درود نہیں پڑھتا اسکی نماز نہیں ہوتی۔

سوال نمبر 29 - "اب جو اہلِ تشیع نماز پڑھتے ہیں وہ کون سے امام کی سنّت ہے اور حوالہ مستند دیا جائے" کیا تحکمانہ انداز ہے واہ و ۔ خدا اور ترقی دے۔ بات کرنی آتی نہیں گستاخوں کو۔ حضور والا۔ عرض خدمت یہ ہے کہ شیعہ حضرات اسی طرح نمازیں ادا کرتے ہیں جیسے رسول خدا پڑھا کرتے تھے۔ حوالہ جات (مستند) بخاری وغیرہ کیلئے سوال نمبر 28 کا جواب پڑھنے کی دوبارہ زحمت فرمالیں۔

سوال نمبر 30 - "وہ کون سی جنگ تھی جس کے اندر حضور کا دانت مبارک شہید ہوا اور سارے خلیفاء بھاگ گئے سوائے حضرت علی کے۔ اس جنگ کی تفصیل حوالے کے ساتھ بتا دیا" جناب وہ جنگِ احد تھی۔ اجمالاً عرضِ خدمت ہے

تاریخ کامل ابن اثیر کے مطابق کفّار کے لشکر میں تین ہزار کی نفری تھی جس میں سے 700 زرہ پوش تھے۔ گھوڑے 200 ، اور پندرہ عورتیں تھیں۔

مسلمانوں کی فوج میں ۱۰۰ زرہ پوش صرف دو گھوڑے تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کو پشت پر رکھا۔ اس طرف سے حملے کا امکان تھا آپؐ نے حضرت جبیرؓ کو کچھ تیر اندازوں کے ساتھ معین کیا کہ کچھ ہوجائے تم یہاں سے نہ ہٹنا۔ جنگ شروع ہوئی۔ حضرت علی۔ حضرت ابو دجانہ دشمنوں کی فوجوں میں گھس گئے وہ قتال ہوا کہ دشمن کے قدم اکھڑ گئے۔ مسلمان مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت جبیر کے ساتھیوں نے دیکھا ان لوگوں نے بھی مالِ غنیمت کیلئے مورچہ چھوڑ دیا۔ حضرت جبیر سمجھاتے رہ گئے۔ باقی لوگ غنیمت کی لیے چلے گئے دشمن بھاگتے ہوئے خالد بن ولید نے دیکھا مورچہ خالی ہے تو انہوں نے اسطرف سے حملہ کر دیا۔

جناب جبیر اور ان کے ساتھیوں کو شہید کیا اور پھر پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس غیر متوقع اچانک حملہ کی مسلمان تاب نہ لا سکے اور میدان چھوڑ دیا۔ اتنے میں کفار نے آواز لگائی "محمدؐ قتل ہو گئے" اس آواز سے اور بھی حوصلے پست ہو گئے۔ سورۃ آل عمران آیت 142 تا 145۔ اور 152۔ اور 154 کا خلاصہ یہ ہے کہ احد میں جو دو گروہ لڑے تو مقصد یہ تھا جان لیا جائے کہ کون تم میں مومن ہے اور کون منافق ہے۔

اور مسلمانوں تم اس وقت کو یاد کرو جب تم رسولؐ کو چھوڑ کر بھاگ رہے تھے اور رسولؐ تم کو پیچھے سے پکار رہے تھے اور تم مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ بہر حال۔ تاریخ کامل ابن اثیر اردو ص۔ 246 پر ہے ابو رافع کہتے ہیں جس وقت حضرت علیؑ ان (کفار) سے مقابلہ کر رہے تھے تو رسول اللہؐ نے مشرکین کی ایک جماعت کو آتے دیکھ کر حضرت علیؑ سے کہا ان پر حملہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے ان کو منتشر کر دیا۔ اور گھمسان کی جنگ ان سے کی اسکے بعد دوسری جماعت کو بھی آنحضرتؐ نے آتے دیکھا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ سے حملہ کیلئے کہا۔ انہوں نے ان کو بھی منتشر کر دیا۔ اور ان کے اندر بھی گھمسان کی لڑائی لڑی۔ اس پر جبریل نے رسول اللہ (ص) سے کہا کہ یہ آپکی غمخواری ہے اس پر آپؐ نے جبریل سے کہا تھا۔ کہ علیؑ مجھ سے اور میں علیؑ سے ہوں آپکے فقرے پر جبریل نے کہا میں آپ دونوں سے ہوں۔

ابو رافع بیان کرتے ہیں عین اس جنگ کی حالت میں لوگوں نے آواز سنی۔

"لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار" اسکو جناب عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں بھی بیان کیا ہے اور انہوں نے نادِ علی کا نزول بھی اسی اُحد کی جنگ کے موقعہ پر بیان کیا ہے

ایک طرف حضرت علیؑ دفاع کر رہے تھے دوسری طرف لوگوں کو جمع بھی کرتے جا رہے تھے اور دشمن پر حملہ کرتے رہے۔ اسی کو counter attack کہتے ہیں۔ بالآخر کفار مکہ کو روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ کے جسم پر 16۔ زخم آئے اتنے کہ ہر مرتبہ گر جاتے۔ بخاری شریف ج۔۲۔ کتاب المغازی۔ مترجم کراچی حدیث نمبر 1237 باب 487 ص 543۔ باب 487 ۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم بھاگے جا رہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسولؐ تم کو پیچھے کی طرف بلا رہا تھا لیکن تم مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ الخ

حدیث 1237 ۔ عمرو بن خالد۔ زہیر۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُحد کے دن پیدل لشکر کا سردار حضرت عبداللہ بن جبیر کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ تمام لشکر مدینہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم اسکو پکار رہے تھے چنانچہ اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی

والرسول یدعوکم فی اخراکم ۔

اُحد سے فرار حضرت ابوبکر | مستدرک حاکم۔ ج ۔۳۔ ص ۔27۔

عن عائشہ رضؓ قالت قال ابوبکر الصدیق رضؓ لما جال الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوم احد کنت اول من فاء الی اللہ فبصرت بہ من بعد فاذا برجل قد امتقعنی من خلفی مثل الطیر یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فاذا ھو ابو عبیدہ ابن الجراح ۔ الخ

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت ابوبکر نے کہ جب بروز جنگ احد لوگ رسول مقبول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئے ان میں سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں

واپس آیا میری نگاہ دور سے آنحضرت پر پڑی۔ پھر ایک شخص نے آکر پیچھے سے مجھے دبایا جو پیغمبرؐ کے حضور میں حاضر ہونا چاہتا تھا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔

احد میں حضرت عمر کا فرار۔ خود ان کا قول | تفسیر در منثور حافظ جلال الدین سیوطی رح ج ۔۲۔ ص ۔ 88

قال عمر۔۔۔۔۔ یوم احد۔۔۔۔ ھزمناھم ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی انزو کانتی اروی ۔۔۔۔ الخ ۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا جب جنگ احد میں کافروں نے مسلمانوں کو شکست دی تو میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور میری حالت یہ تھی کہ پہاڑی بکری کی طرح کود رہا تھا ۔

حضرت عثمانؓ کا احد سے فرار

بخاری شریف ج ۔۲۔ کتاب المغازی مترجم کراچی ص 542

حدیث نمبر 1236۔ (بقدر ضرورت) عثمان بن موہب روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص (یزید بن بشر) بیت اللہ کا حج کرنے آیا۔۔۔ پوچھا یہ ضعیف العمر کون ہے کہا گیا یہ ابن عمرؓ ہیں چنانچہ وہ ان کے قریب آیا اور کہا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں پھر اس نے کہا اس مکان (خانہ کعبہ) کی حرمت کی قسم کیا عثمان بن عفان احد کے دن بھاگ نکلے تھے ۔ ابن عمر نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا غیر حاضر تھے کہا ہاں ۔۔۔ الخ

حضرت عثمان کی واپسی: تاریخ کامل ابن اثیر ج ۔۲۔ ص 253 ۔ اردو کراچی ۔ "مسلمانوں کی جماعت شکست میں بھاگ کر اعوص کے مقام تک پہونچ گئی۔ ان میں حضرت عثمان بن عفان بھی تھے پھر وہاں تین دن ٹھہرے رہے اور پھر جب آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان سے کہا تم شکست میں بہت دور نکل گئے ۔ "۔

اور حضرت علی ثابت قدم رہے | کتاب الاستیعاب 27/3

عن ابن عباسؓ " لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ : ھو اول عربی وعجمی صلی معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم وھو الذی کان لوأوہ معہ یوم فر عنہ غیرہ : وھو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ۔

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریف میں چار خصوصیات ایسی ہیں کہ کسی اور میں نہیں ہیں وہ تمام عرب و عجم میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ۔ اور ہر جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا علم مبارک ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور جس روز ان کے علاوہ سب نے فرار اختیار کیا انہوں نے رسولخدا کا ساتھ نہ چھوڑا صبر کے ساتھ جمے رہے اور انہیں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور قبر میں اتارا ۔

تاریخ کامل ابن اثیر ج ۔۲۔ اردو ۔ کراچی عنوان رسول اللہ کا زخمی ہونا ۔ ص 248

عبداللہ بن شہاب زہری نے دد پیشانی مبارک کو زخمی کیا تھا اور عتبہ (بن ابی وقاص) نے چار پتھر پھینک کر مارے تھے جس سے نیچے کے چار دانتوں میں سے داہنی طرف کے دانت کو توڑ دیا تھا ۔ اور ہونٹ کو پھاڑ دیا تھا ۔ ابن قمیہ نے رخسار مبارک کو خود کے حلقے میں تلوار ڈال کر زخمی کیا تھا ۔ مگر وہ حلقہ کو نہ کاٹ سکی اسکے بعد آپؐ گر پڑے ۔

حضرت علی کا پانی لانا اور جناب فاطمہ کا دھونا | بخاری شریف ج 2 ۔ مترجم کراچی ص 95 حدیث نمبر 164

" سہل بن سعد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے سر پہ

خود ٹوٹ گیا اور آپ کا چہرہ مبارک خون آلود ہوگیا اور آپ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تو علی ڈھال میں پانی بھر بھر کے لاتے تھے اور حضرت فاطمہ اسے دھوتی جاتی تھیں جب انہوں نے خون کو دیکھا کہ پانی سے بڑھتا جاتا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی لی اور اس کو جلا دیا پھر اسکو آپؐ کے زخم پر لگایا تو خون بند ہوگیا۔

شہادتِ حضرت حمزہؓ | تاریخ ابنِ خلدون میں ہے اسی جنگ میں حضرت حمزہؓ مقتول (شہید) ہوئے اور ان کو جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے قتل کیا جن کو اسی کے اجر میں غلامی سے آزاد کئے جانے کا امیدوار کیا تھا چنانچہ جس وقت حضرت حمزہ سباغ بن عبدالعزیٰ سے قتال کر رہے تھے وحشی نے موقع پاکر دھوکے میں اچانک ان پر نیزے کا وار کیا جسکی ضرب سے وہ شہید ہوئے۔

جنابِ حمزہ کی لاش کی بے حرمتی | جب حضرتِ حمزہ شہید ہوگئے تو (کفار کی خاتون اول معاویہ کی ماں یزید کی دادی) ہندہ زوجہ ابو سفیان اور اسکے ساتھ والی عورتوں نے حمزہ علیہ السلام اور دیگر شہدائے اسلام کو مثلہ کیا اور ہندہ نے ان شہیدوں کے کان اور ناک بطور زیور پہن کر اپنے بدن کے زیور وحشی کو انعام میں دیدیئے نیز حضرتِ حمزہ کا کلیجہ نکال کر کھانا چاہا، مگر نگل نہ سکی تو چبا کر اگل دیا (تاریخ کامل ابن اثیر جزری۔ عربی۔ کا ترجمہ منقول از تاریخ احمدی ص - 44)

حمزہ پر ماتم | تاریخ کامل ابن اثیر ج - ۲ - اردو مترجم ص 262 پر ہے۔ جنگِ اُحد کے خاتمے کے بعد "پھر آپؐ کا گزر انصار کے گھروں کے پاس سے ہوا تو رونے اور ماتم کی آواز سنی تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے آپ رو پڑے اور فرمایا مگر حمزہ کیلئے کوئی رونے والی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ سنکر صحابۂ کرام بنی عبد الاشہل کے گھر پر گئے اور انکی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ آنحضرتؐ کے گھر جائیں اور حمزہ کیلئے روئیں" اور طبقات ابن سعد میں یہ بھی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد گریہ ان عورتوں کیلئے دعائے خیر کی اور ان کے گھروں کو واپس فرمایا۔

موطاء امام مالک۔ مترجم لاہور ص 376 - اردو ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

" ابو النضر کو یہ بات پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و(آلہ) وسلم نے شہدائے اُحد کے متعلق فرمایا میں ان کا گواہ ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ ہم بھی اسی طرح اسلام لائے جیسے وہ ہم نے بھی اسی طرح جہاد کیا جیسے انہوں نے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں ہاں۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد تم کیا کرو گے چنانچہ حضرت ابوبکر رو پڑے پھر روئے عرض گزار ہوئے کہ کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہیں گے۔" نتیجہ نکلا کہ: یہ رسول اللہ کا اخلاقِ کریمانہ تھا کہ یہ تو ظاہر کر دیا کہ حضرت ابوبکر ان کے بعد زندہ رہیں گے مگر یہ نہیں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں انکے ایمان کی گواہی نہ دی۔

بخاری شریف ج ۔۲ ۔کتاب المغازی مترجم کراچی ص 551

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ وسلم) ایک دن اُحد کی طرف گئے اور شہدائے اُحد پر مثل جنازہ نماز پڑھی ..... الخ۔

فائدہ ۔معلوم ہُوا اہم واقعات جن کا تعلق اسلام سے براہ راست ہو کی یاد تازہ کی جا سکتی ہے

سوال نمبر 33 ۔ "حضرت امام حسینؑ کی نماز جنازہ سید بن العاص نے پڑھایا۔ نماز جنازہ پڑھانے والے کون تھے؟

الجواب | سید بن العاص سے میں تو کیا تمام صاحبان کتب رجال میں سے غالباً کوئی بھی واقف نہیں۔ لہٰذا اس غیر معروف (ہو سکتا ہے فرضی ہو) کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ حامیان یزید پیرو کار مذہب اہل حکومت نے اپنے مقتولین کو دفن کیا اور امام عالی مقام اور ان کے ساتھیوں کو بے دفن چھوڑ دیا۔

غسل میت کو بصد رنج و محن دیتے ہیں
اور عزیزوں کو تشفی کے سخن دیتے ہیں

بے وطن ہو تو مدد اہل وطن دیتے ہیں ... جینے کر کر کے مسلمان کفن دیتے ہیں
پر محمدؐ کے نواسے کو دفن تک نہ کیا۔

ہاں البتہ فوج اشقیاء کے جانے کے بعد اہل قریہ آئے دفن کیلئے فکر مند ہوئے عین اسوقت حضرت امام زین العابدینؑ باعجاز تشریف لائے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا۔ آپ تعجب نہ کریں۔ کتنے ہی قطب ابدال۔ اولیاء زمین کا سفر با کرامت کیا کرتے تھے۔ بہر حال مسلمان کو تو قبول کرنے میں تامل نہ ہونا چاہئے۔ جب تخلیق اول نور اول جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر لمحوں میں جا کر واپس آسکتے ہیں۔

اسی نور کا جزو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بھی ہیں اتنی کرامت کا ظہور تو ہو ہی سکتا ہے جبکہ ایک امتی کلمہ گو قطب ولی۔ سے اس خرق عادت کا ظہور ہو سکتا ہے تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ آصف بن برخیا جنہیں تھوڑا سا علم عطا ہوا تھا وہ پلک جھپکتے میں تخت بلقیس لا سکتے ہیں تو آئمہ اہلبیتؑ مالک علم لدنی سے ظہور ناممکن نہیں۔ حضرت علی بھی تو آخر مدینہ سے مدائن آن واحد میں حضرت سلمانؓ کے جنازے پر پہونچے تھے ممکن ہے آپ قطب ولی ابدال کے لئے تسلیم کر لیں نہیں تامل ہو۔ تو یہ آپکی مرضی ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔

سوال نمبر 36 ۔ "حضرت زینب بنت علی شادیوں کی تعداد اور انکے شوہروں اور اولادوں کی تعداد"

سوال نمبر 37 ۔ "قافلہ میدان کربلا کی طرف جانے والوں میں حضرت زینب بنت حسین صاحب اولاد تھیں ان کے شوہر کا نام عبداللہ بن جعفر طیار تھا یا نہیں"۔ آپ نے عمداً یا سہواً لکھا زینب بنت حسین اسکو ہم اللہ پر چھوڑتے ہیں۔ ہم کسی زینب بنت حسین جو کوئی مقام رکھتی ہوں سے واقف نہیں۔ ایک نام کے بیسیوں ہوتے ہیں کون حسین آپکی یہاں مراد ہے کون زینب کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں

البتہ امیر شام معاویہ نے اپنے علاقہ میں لوگوں کے درمیان کچھ ایسا پراپگنڈہ کیا تھا کہ مروج الذہب تاریخ مسعودی ج ۔۳ ۔اردو کراچی ص 58 پر ہے ۔ ایک ذی علم آدمی ..... "میں نے کہا (حضرت) علیؑ کے متعلق تو کیا کہتا ہے اسنے کہا کیا وہ فاطمہؓ کا باپ نہیں میں نے کہا فاطمہ کون تھی اسنے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی بیوی عائشہ کی بیٹی اور معاویہ کی بہن میں نے کہا علی کا ۔ اسنے کہا وہ جنگ حنین میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے ساتھ مارا گیا"۔ یہ تھا معاویہ کے پراپگنڈہ کا عالم تب ہی تو امیر شام کو

اذان میں اشہدوان محمدرسول اللہ بھی گوارا (مروج الذہب) شاید وہی فکر لاشعوری طور پر کام کر رہی ہے جو کہا جاتا ہے پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ سبحان اللہ اقتدار کی خاطر کلمہ بھی ادھا کر دیا۔ اگر آپکی مراد زینب بنت علی مرتضیٰ شیر خدا ہیں گمان غالب کہ آپکی مراد وہی ہیں تو یقیناً وہ جناب عبداللہ بنت جعفر طیار کے عقد میں تھیں اور وہ صاحب اولاد تھیں ان کے دو بیٹے عون اور محمد کربلا میں شہید ہوئے۔ ان معظمہ کے خطبے تاریخوں میں مل جائینگے لیکن رعب کا یہ عالم تھا کہ کسی مورخ نے سراپا نہیں بتایا اسلیئے اور بھی کہ سید انیوں پر نگاہ ڈالنا خلاف تہذیب بھی تھا اور احترام خاندان رسول بھی تھا اور ان زینب سلام اللہ علیہ کا انتقال انکے شوہر جناب عبداللہ کی موجودگی میں ہوا یعنی وہ سہاگن دنیا سے اٹھ گئیں۔ اور کچھ نہیں تو کتاب سیدہ کی بیٹی جناب راشد الخیری میں ملاحظہ کریں جو یقیناً ایک تحقیقی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

سوال نمبر 39۔ حضرت خدیجہ کا نکاح کس طرح پڑھایا گیا تھا اعلان نبوت سے پہلے کیا رواج تھا۔؟

سبحان اللہ۔ کیا بھولپن ہے سادگی ہے۔ سوال نمبر 38 میں ہے "امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا" ۔ وہ تو معلوم ہو گیا اور جناب رسول خدا کا عقد آپکو معلوم نہ ہو سکا واہ وا۔

بہر حال جواب کیلئے ہم اپنی ایک کتاب حضرت ابوطالب کے دو صفحے پیش کر رہے ہیں۔ شاید میں اپنے موقف کو واضح کر سکوں۔ اگر مزاج میں آئے تو کہیں سے کتاب کیا ہے کتابچہ حاصل کر کے پوری پڑھ لیجئے۔ اسکے صفحہ 24-25 کا فوٹو اسٹیٹ منسلک ہے۔

سنا دو کہ ان کے لیئے دردناک عذاب مہیا ہے۔

۳- فلا تتخذوا منھم اولیاء ۔۔ الخ (سورۂ نساء آیت نمبر ۸۹) پس تم ان (کفار) میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔

۴- یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطٰنًا مبینًا۔ (سورۂ نساء آیت نمبر ۱۴۴)

"اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کر لو۔" ہم سر دست انہیں چار آیتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ احکام واضح ہیں کہ کفار کو دوست نہ بناؤ۔ اب بتائیے ان صاف احکامات کے باوجود جناب رسول خدا نے اپنے چچا حضرت ابوطالب سے قطع تعلق کیوں نہ کیا۔ کیوں ساتھ رہے۔ مثلاً شعب ابی طالب ہی میں تین برس سے زائد عرصہ تک ساتھ رہے اب دو میں سے ایک بات ماننی پڑے گی یا تو حضرت ابوطالب کافر نہ تھے اور اگر معاذ اللہ کافر تھے تو پھر رسول اللہ نے کھلم کھلا احکام خداوندی کی خلاف ورزی کی۔ جو نا ممکن ہے جبکہ دوسرے چچاؤں ابولہب و ابوجہل سے صرف کفر ہی کی وجہ سے قطع تعلق رہا۔

بے تکلف بات | بے تکلف بات تو یہ ہے کہ امام بخاری و مسلم کی علمیت تسلیم ان کی محنت قابل ستائش لیکن تھے وہ انسان ہی سبات جب رسول پر آئے گی تو بھائی معاف کرنا ہمیں ہر بزرگ کے مقابلے میں رسول کی عزت زیادہ پیاری ہے۔

کیا کافر کسی مسلمان کا نکاح پڑھا سکتا ہے؟ | تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ سے حضرت ابوطالب کے خطبۂ نکاح کا اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں ملاحظہ ہو۔ الحمد للہ الذی جعلنا من ذرع ابراہیم و ذریۃ اسمٰعیل، وجعل لنا بیتًا محجوجًا وحرمًا امنًا،

تقریر میں سنی تھی) آخری ٹکڑا کہ اس کی خبر دنیا میں پھیل جائے گی اس پر غور کیجئے اور یہ آیت بھی دیکھئے ورفعنالک ذکرک دونوں میں کتنی ہم آہنگی ہے۔ الغرض اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کافر نہ تھے۔

کیا اللہ سے بھی سہو ممکن ہے | اللہ جزائے خیر دے مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جوہر قبلہ مدظلہ کو انہوں نے ایک اور آیت کی طرف رہنمائی کی ملاحظہ ہو سورہ کہف آیت نمبر ۵۱ - ماکنت متخذ المضلین عضدا (اور اللہ گمراہ کرنے والوں کو قوت بازو نہیں بناتا یعنی گمراہ کرنے والوں کا احسان نہیں لیتا خود ہی یہ فرمایا اور پھر حضور (ص) کی پرورش کیلئے قرعہ بھی حضرت ابوطالب کے نام نکلا معلوم ہوا حضرت ابوطالب گمراہ نہ تھے (مزید دیکھو ہمارا رسالہ حضرت ابوطالب) رہ گیا کہ اعلان نبوت سے پہلے کیا رواج تھا۔

تو عرض خدمت ہے کہ اعلان سے پہلے کچھ موحد (اسلام کے پیروکار تھے) ان کا نکاح اسی طرح ہوتا تھا جیسا کہ جناب ابراہیم کا جناب موسیٰ کا ہوا۔ باقی حضرات جو غیر موحد تھے۔ ان کے طریقہ کا حال ان کی اولادوں سے معلوم کر لیں تو بہتر ہے۔ کئی قسم کے نکاح رائج تھے ان میں ایک نکاح جماعت تھا۔ اگر ہم تفصیلات درج کرینگے تو بار خاطر نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کبیدہ خاطر ہولںگے۔ لہٰذا ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ اللہ کی مہربانی سے ایک چیز سامنے آہی گئی ہے تو سن لیجئے۔ بی بی ام المومنین جناب عائشہؓ کی زبانی سنئے۔

بخاری شریف ج۔۳۔ مترجم مرزا حیرت دہلوی کتاب النکاح۔ پارہ 4 ص۔ 43۔ (حذف اسناد کے ساتھ) "عہد جاہلیت میں چار قسم کے نکاح کئے جایا کرتے تھے ایک تو جیسے آجکل ہے کسی کی بیٹی یا جو اسکا سرپرست ہے ہوتا۔ اسکو پیغام دیکر مہر دیدیا جاتا۔ اور عقد کرکے لڑکی لے آتا (۲) شوہر اپنی بیوی سے کہدیتا جب ماہواری ختم ہوجائے تو فلاں آدمی کے پاس جاکر اس سے جولینا ہولینا۔ اور خود اپنی بیوی سے الگ ہوجاتا۔ جب تک دوسرے کا حمل معلوم ہوجاتا تب تک بیوی کے پاس جانے لگتا۔ اور یہ اسلئے کرتے تھے کہ بچہ اچھی نسل کا ہونا چاہیے اس کو نکاح استبضاع کہتے ہیں۔

سزاوار ہے تعریف کا وہ اللہ جس نے ہم کو زرع ابراہیم اور ذریتہ اسمٰعیل سے پیدا کیا اور ہم کو البسا گھر عطا کیا۔

وجعلنا الحکام علی الناس، وبارک لنا فی بلدنا الذی نحن بہ ثم ان ابن اخی محمد بن عبداللہ لا یوازن برجل من قریش الارجح ولا یقاس باحد الا عظم منہ وان کان فی المال قل فان المال رزق حائل وظل زائل ولہ فی خدیجۃ رغبۃ ولہا فیہ رغبۃ"۔

جس کا طواف کیا جاتا ہے اور محفوظ حرم ہے۔ اور ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا اور ہمارے لئے یہ شہر جس میں ہم ہیں مبارک قرار دیا اور یہ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ قریش میں سے کسی کے پلہ میں نہیں ہوتا مگر وہ پلہ بھاری ہوجاتا ہے۔ اور کسی سے برابری کی جائے تو وہ بڑھ جاتا ہے۔ (محمد بن عبداللہ) اگرچہ مال میں کم ہے کیونکہ مال وہ رزق ہے اور ایسا سایہ ہے جو ادلتا بدلتا رہتا ہے اور اس کو (محمدؐ) خدیجہ میں اور خدیجہ کو ان سے رغبت ہے

پھر تتمہ خطبہ یہ ہے۔

"وصداق ما سالتموہ عاجلہ من مالی ولہ واللہ خطب عظیم ونبا شائع

اور تتمہ خطبہ یہ ہے۔ مہر جو تم نے چاہا وہ میرے مال سے حاضر ہے اور اسی (اللہ) کی قسم اس کے کارنامے عظیم ہوں گے اور خبر (دنیا بھر میں) پھیل جائے گی۔ یہ خطبہ سیرت حلبیہ میں بھی اسی طرح درج ہے۔ بقول پنڈت غلام حسین صاحب مرحوم سابق ٹیک رام کہ کیا کسی مسلمان کا نکاح ایک کافر پڑھا سکتا ہے چہ جائیکہ ختم المرسلین وخاتم النبیین کا نکاح۔ (میں نے سب سے پہلے یہ دلیل مرحوم ہی کی ایک

(۳) ایک نکاح اس قسم کا ہوتا کہ ایک عورت دس سے کم آدمیوں سے ہم بستری کرتی۔ اور اگر اسکے حمل رہ جاتا تو وہ ان سب مردوں کو اکٹھا کرتی سو وہ سب مرد آنے پر مجبور ہوتے اور وہ کہتی کہ بچہ تمہارا ہے جو چاہو سو نام رکھو۔ بس بچہ اسکے نامزد ہو جاتا۔ اور اس مرد کو انکار کی طاقت نہ ہوتی چوتھے ایک عورت جو طوائف ہوا کرتی اسکے پاس جو مرد چاہتا آتا اور مباشرت کر جاتا۔ ان طوائفوں نے اپنے گھر پر جھنڈے لگا رکھے تھے جب اس عورت کو آثارِ حمل نظر آجاتے تو وہ ان تمام مردوں کو اکٹھا کرتی اور ایک قیافہ شناس کو بلایا جاتا۔ اور بچے کی پیدائش کے بعد جس سے اسکی صورت ملتی جلتی وہ بچہ اس کو دیدیا جاتا۔ اور وہ مرد بچے کے لینے سے انکار نہ کر سکتا۔ چنانچہ حضور نے ان تمام (۲ تا ۴) قاعدوں کی ممانعت فرمائی اور ایک مروجہ قاعدہ باقی رکھا"۔ نمبر سہولت کیلئے ہم نے لگائے ہیں۔ کہئے تو ان طریقوں سے پیدا ہونے والوں میں سے کچھ نام اور تفصیل بھی آپ ہی کی کتب سے عرض کر دوں۔ زیاد کو گواہی معاویہ کے دربار میں سب ہی کو معلوم ہے۔

سوال نمبر 37 ۔ حضرت زین العابدین کو زندان میں ڈالدیا گیا تھا وہ زندان کہاں ہے ۔ اور وہ کتنے عرصے زندان میں رہے ۔ یزید کے حکم سے اسیران کربلا۔ بشمول عورتوں بچوں کے جناب امام زین العابدین علیہ السلام دمشق میں قید خانے میں ڈالدیئے گئے۔

متعلقہ زندان کے حصوں کا فوٹو ملاحظہ ہو۔ جیسے ہم نے علی اکبر رضوی صاحب کی کتاب حدیثِ عشق سے لیے کتنے عرصے زندان میں رہے۔ اسکے متعلق مختلف روایتیں ہیں کم سے کم ایک سال ۔

سوال نمبر ۳۸ ۔ ذوالجناح یعنی گھوڑے کا احترام ہماری نظر میں کیوں ہے ۔

مشکواۃ شریف ۔ تالیف شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری ۔ مترجم ۔ کراچی میں 118 ج ۔ ۲ فصل دوم صحبت ۔ اختلاط و عورتوں کے حقوق کے بیان میں ۔ حوالہ بحمد اللہ مکمل ہے صرف اردو ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

" حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غزوہ تبوک یا غزوہ حنین سے واپس تشریف لائے تو گھر کے بڑے طاق میں (آپؐ نے) پردہ پڑا دیکھا اسکا ایک کنارہ ہوا سے کھل گیا اور حضرت عائشہ کے کھیلنے کی گڑیاں اسمیں نظر آئیں ۔ رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پوچھا عائشہ یہ کیا ہے؟ عائشہ نے کہا میری گڑیاں ہیں ۔ ان گڑیوں میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک گھوڑا بھی دیکھا جسکے دو پر تھے ۔ کاغذ کے یا کپڑے کے ۔ آپؐ نے کہا یہ ان گڑیوں کے درمیان کیا چیز ہے۔ عائشہ نے کہا یہ گھوڑا ہے ۔ آپؐ نے دریافت فرمایا اسکے یہ پر کیسے ہیں ۔ عائشہ نے کہا کہ آپ نے سنا نہیں حضرت سلیمان کے گھوڑے کے پر تھے ۔ عائشہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ سن کر ہنس پڑے کہ آپؐ کی کچلیاں نظر آنے لگیں " ۔ (ابوداؤد)

اس حدیث پر جن کا ایمان ہے کم از کم انہیں تو حق نہیں ہوتا کہ ذوالجناح پر اعتراض کریں ۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کی نقل بنانے پر منع نہیں کیا مطلب یہ ہے کہ کسی بزرگ ہستی کے گھوڑے کی نقل بنانا اور کچھ ہو یا نہ ہو مباح ضرور ہے ۔ اسلئے کہ اسکو دیکھ کر ان بزرگ ہستی اور اس سے وابستہ واقعات کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

ذوالجناح کو دیکھ کر یاد آتا ہے کہ حسین علیہ السلام نے اسلام کیلئے کتنی بڑی قربانی دی سر تا پا زخمی ہوئے تین دن بھوکے پیاسے رہے ۔ احباب و اقرباء جگر کے ٹکڑوں کو اسلام کی خاطر قربان کیا ۔

اور ایسے وقت میں بھی نماز کو نہ بھولے۔ ظہر بھی پڑھی اور آخری عمر کے وقت ع

سجدے میں سر گلے پہ چھری تین دن کی پیاس
ایسی نماز پھر نہ ہوئی کربلا کے بعد ۔

ویسے یہ میں پھر عرض کردوں ان سامان ہائے عزا خواہ جھولا ہو ضریح ہو تعزیہ ہو علم ہو کا مقصد سوائے اسکے کچھ نہیں کہ واقعات کربلا کو یاد دلاتے ہیں۔ ان کو نہ کوئی خدا سمجھتا ہے نہ کوئی اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ۔ اگر کوئی نافہم ایسا کرتا / سمجھتا ہے تو اسے اپنے عقیدے کی اصلاح کرلینی چاہئے۔ اسکو آپ یوں سمجھ لیں جیسے۔ حج کے موقعہ پر سعی کرتے ہیں اس واقعہ کی یاد تازہ ہوتی ہے کہ ایک ماں اپنے بچے کی پیاس بجھانے کیلئے کس طرح بے تابانہ ادھر سے ادھر بھاگتی پھر رہی تھیں۔ وہاں تو بچہ بچ گیا۔ لیکن نمازیں پڑھنے والوں قرآن پڑھنے والوں نانا کا کلمہ پڑھنے والوں نے چھ ماہ کے بچے پر ترس نہ کھایا اور دو بوند پانی کے بجائے تیر سہ شعبہ سے شہید کردیا۔

حسینؑ کی عظمت کا ہر انسان اگر واقف ہوجائے تو معترف ہوگا ۔

ساحر دہلوی کے شعر سنئے ۔ ہشیار ہوں اک طور سے سودائی بھی
کافر بھی ہوں کوثر کا تمنائی بھی
ہے حق و صداقت مرا مسلک ساحر
ہندو بھی ہوں کوثر کا تمنائی بھی

مجمع البحرین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک گھوڑا مرتجز نامی ایک اعرابی حارث سے خرید تو امام حسینؑ اس گھوڑے کو اکثر غور سے دیکھا کرتے آنحضرتؐ نے پوچھا اے بیٹا کیا اس پر سواری کرنا چاہتے ہو عرض کی اے نانا ہاں۔ امام حسین اسوقت بہت کم سن تھے۔ آنحضرتؐ نے گھوڑے کو زین اور لگام سے آراستہ کیا جب امام حسین گھوڑے کی سواری کیلئے بڑھے تو گھوڑا خود بخود نیچے بیٹھ گیا یہ دیکھ کر اصحاب رسول بہت خوش ہوئے مگر آنحضرتؐ نے گریہ فرمانا شروع کیا اور فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا یہی فرزند کربلا میں زخموں سے چور اور نیزوں سے گھائل ہوکر قریب ہے کہ اسی گھوڑے کی پیٹھ پر سے منہ کے بل گر پڑے گا۔ مگر یہ گھوڑا بیٹھ گیا ہے اور حسینؑ زمین پر اترے ہیں اس پر تمام اصحاب نے گریہ کیا۔ (منقول از کلید مناظرہ برکت علی شاہ گوشہ نشین ص 430)

اس روایت سے واضح ہوا کہ ۔ (۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گھوڑے اور حسینؑ کو دیکھا۔ کربلا میں ہونے والا منظر نظروں میں گھوم گیا۔ آپ نے گریہ فرمایا

قرآن جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے جسے ہم چومتے ہیں سر پر رکھتے ہیں یہ تو تاج کمپنی کا چھپا ہے یہ نقل ہے اس اصل کی جو قلب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ معلوم ہوا اگر اصل لائق تعظیم ہو تو نقل بھی قابل تعظیم ہوجاتی ہے۔ اور نقل بنانا کم از کم مباح ضرور ہے اوپر ذکر ہوچکا۔ پس ہم بھی ذوالجناح کی انہی وجوہات سے تعظیم کرتے ہیں ...... یہ نہ خدا ہے اور نہ ہمارے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہے

سوالات نمبر 25 + 26 "ذری کے آگے سجدہ کرنا جائز ہے کہ نہیں (الم) علم کے آگے طواف کرنا جائز ہے کہ نہیں۔

اس کے لیئے میں عرض کروں گا کہ کسی عالم۔ مفتی۔ مجتہد سے رجوع کریں میں اسکا اہل نہیں ہوں کہ فتویٰ دوں کہ یہ واجب (۱) (فرض) ہے مستحب (۲) ہے۔ مباح (۳) ہے یا مکروہ (۴) ہے یا حرام (۵) ہے۔ میں نے تو کسی کو ایسا کرتے دیکھا نہیں۔ کون ایسا کرتا ہے کیوں کرتا ہے نیت کیا ہوتی ہے اللہ جانے۔ میں یہ عرض کردوں کہ ہمارے یہاں اور آپکے یہاں اجتہاد میں فرق ہے ہمارے یہاں نص آجانے کے بعد اجتہاد نہیں ہے۔ آپکے یہاں مجتہد قرآن وسنت (نص) کے خلاف بھی احکام جاری کرسکتا ہے۔ ایک صاحب نے بڑی اچھی بات کہی کہ بھائی اب نہ حضرت علی ہیں نہ وہ حضرات جنہوں نے حضرت علی کے حقوق کا لحاظ نہ کیا۔ اب تو قصہ ختم ہو جانا چاہیئے۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ پھر وہ خود ہی بولے کہ بات یہ ہے کہ آپ شیعہ حضرات ان بزرگوں کے نافذ کردہ رائج کردہ احکام کو نہیں مانتے مثلاً الصلواۃ خیرٌ من النوم میں نے کہا اک ذرا تصحیح کر لیجئے ہم ان احکام وغیرہ کو بے شک نہیں مانتے جو ان بزرگوں نے خلاف قرآن وسنت جاری کئے گھبرائیے نہیں میں مثال دیتا ہوں۔ سورۂ براءت میں جہاں زکوٰۃ کے مصارف کا ذکر ہے کہ زکوٰۃ اسکے محصلین۔ مسافر..... وغیرہ اور ان کو جنکی تالیف قلب مقصد ہے کو دی جاسکتی ہے یعنی تالیف قلب کے لیئے دی جاسکتی ہے یہ ہے قرآن

اور سنت یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک مرتبہ قحط پڑا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ رقوم وہاں (کفار ہی تھے) کی امداد کیلئے بھیجیں۔ ابوسفیان نے کہا اب محمدؐ ہمارے

جوانوں کو خریدنا چاہتے ہیں۔ یہ ہے سنت۔

اب ازالۃ الخفاء ج۔ اول میں ذکر ان حضرت کا جو خلافت کی پہلی منزل پہ متمکن نظر آتے ہیں الفاظ اتنے سخت ہیں کہ میں ان کو نقل کرتے بھی اللہ سے ڈرتا ہوں بہرحال وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ محمدؐ... دیا کرتے تھے اب میں اپنے حکم سے بند کرتا ہوں ..... بات بحمد اللہ بالکل واضح ہے یہ ہے حکم اور خلاف قرآن وسنت ہے میں ایک بات اور کہتا ہوں کہ اگر ان بزرگوں کے نافذ/رائج کردہ احکام کو جو خلاف قرآن وسنت ہیں نہ ماننا جرم ہے تو ہم آپ (اہلسنت) دونوں ہی مجرم ہیں فرق یہ ہے کہ ہم مثلاً ۱۰۰ حکم نہیں مانتے آپ دس حکم نہیں مانتے نہ ماننے کی حد تک تو برابر ہوئے۔

اسی مذکورہ مثال کو ہی لے لیجئے۔ آخر آج سعودی عرب۔ پاکستان ایران سب ہی انسانی بنیادوں پر غیر مسلموں کی امداد کرتے ہیں کہ نہیں۔ کہیں کوئی آفت آجاتی ہے تو مذکورہ مسلم ممالک وہاں خیمے دوائیاں۔ غذا وغیرہ بھیجتے ہیں کہ نہیں تو ان بزرگ کے وقتی طور پر ہی سہی نافذ کردہ حکم کی خلاف ورزی تو ہوئی۔ اور آج سب ہی کرتے ہیں۔ خدا کرے مسلمانوں میں اتفاق واتحاد پیدا ہو۔ مگر کیا کریں آج کے دور میں اسلام کا استحصال برائے حصول اقتدار عام ہے۔ اختلافات کو اقتدار کے حصول کیلئے ہوا دی جاتی ہے کہیں حکومت کو برقرار رکھنے کیلئے کہیں حکومتوں پر دباؤ ڈالنے کیلئے۔ کہیں دھونس جمانے کیلئے رعب ڈالنے کیلئے کمزور اور بے گناہ (اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والوں کا قتل ہوتا ہے۔ یہی تکنیک اب ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو رہی ہے کبھی ایڈوانی صاحب کا بیان کچھ آگیا کبھی بال ٹھاکرے

صاحب نے نعرہ لگایا کہ اتنی مساجد کو مندروں کو توڑ کر بنایا گیا ہے ہم پھر مندر بنائیں گے وغیرہ وغیرہ
ایک صاحب تھے ان کی گھر میں کوئی وقعت نہ تھی کوئی گردانتا ہی نہ تھا۔ اسکے دوست نے مشورہ
دیا کہ ایک بکری پالو دروازے پر باندھ کر رکھو جب گھر میں جاؤ تو بکری کو مارتے شور مچاتے
داخل ہو۔ غصہ کا اظہار کرو تو آجکل لوگوں نے اقلیتوں کو مذکورہ بکری کے طور پر استعمال کرنا
شروع کیا ہے۔ اللہ رحم کرے۔

سوال نمبر 27۔ کیا حضرت علی حضور صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے دروازے پر سجدہ و طواف
کرتے تھے کہ نہیں۔

الجواب: ۔میرے بھائی یہ سوال تو ان سے پوچھئے جو ہر مسلمان حکمران کے سامنے سجدہ ریز ہوتے
اور شرعی جواز کیلئے اسکا نام سجدۂ تعظیمی رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا جواب کافی ہو گا
اسلئے کہ مجھے تو کہیں نہیں ملا کہ حضرت علی علیہ السلام ۔دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر سجدہ کرتے تھے بلکہ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ حضرت علی نے آغوشِ رسول میں تربیت پائی
اور خانہ کعبہ (فتح مکہ کے موقعہ پر) سے بتوں کو گرانے میں حضرت رسولِ مقبول کے کاندھے
مبارک پر حضرت علی سوار نظر آتے ہیں۔

خصائص نسائی (صاحب سنن نسائی شریف) م 303ھ مترجم مطبوعہ 1892ء
مطابق 1310ھ۔ لاہور۔ ص ۔ 69۔ حدیث نمبر 122۔ حوالہ بحمد للہ مکمل ہے
جسے شک ہو اصل کتاب سے رجوع کر سکتا ہے صرف متعلقہ عبارت "سو حضرت
صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم اترے اور میرے لئے بیٹھے اور فرمایا میرے مونڈھے پر چڑھ
سو میں آپکے مونڈھوں پر چڑھا اور حضرت صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم مجھ کو لیکر کھڑے ہوئے

اور حضرت علی نے کہا مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے پر پہونچ جاؤں۔
سو میں کعبہ پر چڑھا اور اس پر تصویریں (بت) تھیں پیتل سے یا تانبے سے سو میں
ان کو اٹھانے لگا تا کہ دور کروں میں ان کو دائیں سے اور بائیں سے اور اسکے آگے سے پیچھے
سے یہاں تک جب میں نے ان پر قابو پالیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو پھینک دے
سو میں نے ان کو پھینک دیا پس وہ (بت) ٹوٹ گئے" ۔اور اسکے علاوہ حسنین علیہم السلام
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر نظر آتے ہیں جبکہ آنحضرت
سجدے میں ہوتے ۔ ملاحظہ ہو ینابیع المودۃ۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی م
1294ھ۔ اردو۔ لاہور۔ ص۔ 261۔

"طبرانی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ساتھ حسنؓ اور حسینؓ تھے آپ (ان) میں سے
ہر ایک باری باری رسول اللہ (ص) کے کندھے پر سوار ہوتا تھا اور رسول اللہ (ص)
آپ کو چومتے تھے جب آپؑ ہمارے پاس پہونچ گئے تو فرمایا جس شخص نے ان
دونوں کو دوست رکھا اسنے مجھے دوست رکھا جس نے ان دونوں سے بغض
رکھا اسنے میرے ساتھ بغض رکھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے اور سجدے میں جاتے تھے حسنؑ اور حسینؑ
آپ کی پیٹھ مبارک پر کود کر بیٹھ جاتے تھے جب (لوگ) ان دونوں کو ایسا کرنے سے
منع کرتے تھے تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں (اصحاب) کو اشاروں سے

اس بات کی ہدایت فرماتے تھے کہ ان دونوں کو ایسے (ہی) رہنے دو جب نماز ختم کیا تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ ان دونوں کو دوست رکھے"۔

یہ تھے ضریح۔ علم۔ ذوالجناح کے بارے میں آپکے سوالات کے جواب۔ اب سے کچھ عرصہ قبل ہم نے سامان عزاء سے متعلق ایک کتابچہ تالیف کیا تھا ملاحظہ فرمالیں اسلیئے کہ آج۔ ذوالجناح۔ ضریح ہے کل اور کوئی اعتراض ہوا اسلیئے اعتراض سے پہلے ہی جواب علم میں رہے۔

اِنّا من شیعتہ لابراہیم ۔ (صٰفٰت)

یاعلی انت وشیعتک ھم الفائزون (حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متفق علیہ)

علی حبہٗ الجنۃ + قسیم النار والجنۃ

وصی مصطفٰی حقا + امام الانس والجنۃ

لوکان حب آل محمد رفض

فلیشھد الثقلان انی رافض (امام شافعی رح)

(۱)

رفیق رضوی (صدرِ محفل) [redacted]

ایم اے ایل ایل بی

معراج

گلشن میں مرے گردشِ ایّام نہ آئے ..... ہاں میری قلمرو میں کبھی شام نہ آئے

تخئیل میں تھکنے کا کہیں نام نہ آئے ..... کوتاہیٔ پرواز کا الزام نہ آئے

اقلیم، نگہبان، حشم، راج، میسّر

ہو قصّۂ معراج سے معراج مُیسّر

معراج عجب کشف وکرامات کی منزل ..... مومن کیلئے فخر و مباہات کی منزل

مُسلم کیلئے معرفتِ ذات کی منزل ..... کافر کیلئے مرگِ مفاجات کی منزل

کیاخوب یہ ترتیب خدائے ازلی ہے

ظاہر جو محمدؐ تو پسِ پردہ علیؑ ہے

معراج بصیرت کیلئے نسخۂ یکتا ..... معراج بصارت کیلئے ایک معمّہ

معراج، جہاں علم الٰہی کا ہے دریا ..... معراج جہاں عبد سے معبود ملا تھا

معراج، جہاں چشمِ بدانجام نہ پہنچے

معراج، جہاں گردشِ ایّام نہ پہنچے

ہے خوب سے بھی خوب یہ معراجِ پیمبر ..... انساں پہ کھلے جس سے کہ انسان کے جوہر

پُرنور جو ماحول تو پُر لطف تھا منظر ..... پہنچے شبِ اسریٰ جو نبیؐ عرش بریں پر

اسرار کو اور صاحبِ اسرار کو دیکھا

اپنے ہی کئی رنگ کے انوار کو دیکھا

موسیٰؑ کی نہ ہیبت تھی نہ آدمؑ کا حشم تھا ..... داؤدؑ کی ہمت نہ حضرتِ عیسیٰؑ کا نہ دم تھا

تصویر تھی کوئی نہ تصوّر نہ قلم تھا ..... اسرار کی زلفیں تھیں مگر پیچ نہ خم تھا

ہم کیا ہیں کہ جبریل سے رفعت میں بڑی تھیں

نعلین کہ جو پائے محمدؐ میں پڑی تھیں

اک حامدِ بے مثل نے محمود کو دیکھا ..... معراج میں اُس جلوۂ مسعود کو دیکھا

نزدیک سے سجّاد نے مسجود کو دیکھا ..... جی بھر کے یہاں عبد نے معبود کو دیکھا

اسرار کے دریائے حسیں کھول رہا تھا

آواز میں حیدرؑ کی خدا بول رہا تھا

۷۸۶
۹۲-۱۱۰

خدا کا ذکر رسولِ امام کی محفل
خوشا نصیب درود و سلام کی محفل
قدیم و قائم ہے یا رب ہزار سال رہے
یہ پُر خلوص عقیدت امام کی محفل
ہے آج بادہ کشو زین العابدین کے میلں
مئے غدیر کی کوثر کے جام کی محفل

محبت

خصوصِ جشن میں الیاس ہم بھی آتے ہیں
کہ ہے ائمہ عالی مقام کی محفل

الیاس جعفری صاحب

کہا یہ دیکھ کے حسنین کو نصاریٰ نے
جلال و حسن کا ان کے جواب کیا ہوگا
یہ کائنات کے مالک ہیں کائنات کی جان
زباں سے یہ جو کہیں گے وہی بجا ہوگا
خدا کے واسطے آج ان کی بد دعا سے بچو
جو ہاتھ اٹھے تو قیامت کا سامنا ہوگا
نظر اسی میں تو آئیگا عکسِ روئے جمال
کہ جو بھی حق کی تجلی کا آئینہ ہوگا
یہ کہہ کے پنجتن پاک کو کیا مبعوث
کہ ان کا مثل نہ دنیا میں دوسرا ہوگا
خدا نے نورِ محمد کو خلق کر کے کہا
کہ اس گھرانے کا ہر فرد مصطفٰے ہوگا
عقیدہ ہے یہی الیاس کا تو آلِ رسول
تمہارا ذکر ہر اک درد کی دوا ہوگا

قطعات رفیق رضوی

(۱)

ماہرِ طب و جراحت نہ مرض پوچھ مرا
غور و تشخیص نہ کر طالب احمد لکھ دے
کوئی معجون نہ شربت نہ عرق اور نہ کوق
میرے نسخے میں فقط حبِ محمد لکھ دے

قطعہ نمبر (۲) رفیق رضوی

جنت ہے حرف حرف میں کوثر دہن میں ہے
جو کچھ بھی ہے قسم بخدا اس سخن میں ہے
چھوڑوں گا میں نہ مدحتِ نفسِ رسول پاک
جب تک لہو کا آخری قطرہ بدن میں ہے

علی کا نام جو لیکر کلام کرتے ہیں
انہیں فرشتے بھی بڑھ کر سلام کرتے ہیں
پکارتے ہیں جو مشکل میں میرے مولا کو
مدد لحد میں بھی ان کی امام کرتے ہیں

~~~~~

کیوں قابلِ توصیف نہ ہو نام علی کا
قرآن کی تفسیر ہے ہر کام علی کا
آنا ہی پڑا ڈوبتے سورج کو پلٹ کر
کچھ کر نہ سکی گردشِ ایام علی کا

~~~~~

ام البنین کی سمت اگر دیکھتا ہوں میں
زہرا کی یہ دعا کا اثر دیکھتا ہوں میں
مشکیزہ ہو، علم ہو، شجاعت ہو یا وفا
عباس تم ہی تم ہو جدھر دیکھتا ہوں میں

~~~~~

تیر کو حلقے میں لرزاں کر دیا
موت کو اصغر نے حیراں کر دیا
مسکرا کر لوٹ لی بزمِ حیات
مرحلہ جینے کا آساں کر دیا

~~~~~

مسرور شکوہ آبادی

ہم اپنے جام میں ایسی شراب رکھتے ہیں
کہ جس کے پینے کا بے حد ثواب رکھتے ہیں
کہا بتوں نے یہ کعبے میں سر کے بل گر کر
چلو یہاں سے قدم بو تراب رکھتے ہیں
کچھ اس طرح سے تھے آغوشِ مصطفٰے میں علی
کہ جیسے رحل پہ ام الکتاب رکھتے ہیں
ہماری عظمت و رفعت اسی میں مضمر ہے
کہ ہم علی کے شیعوں کا خطاب رکھتے ہیں
ہمارا گلشنِ ہستی نہ کیوں رہے آباد
ہر ایک شاخ پہ چودہ گلاب رکھتے ہیں
وہ جن کے نور سے روشن ہے عظمتوں کی جبیں
ہم عرشِ فکر پہ وہ آفتاب رکھتے ہیں
حرام ان پہ ہے دوزخ کی آگ اے مسرور
جو دل میں حبِ علی بے حساب رکھتے ہیں

قطعہ رضا عباس تعز لباش

کہتا ہوں ایک بات بڑی مختصر سی ہے
جھک کر چلو حیات بڑی مختصر سی ہے
اس میکدے میں آ ہی گئے ہو تو پی بھی لو
اس میکدے کی رات بڑی مختصر سی ہے

منقبت در مدح حضرت علی علیہ السلام

قمر سہارنپوری

علیؑ کی مدح کرنا چاہتا ہوں ×× سمندر میں اُترنا چاہتا ہوں
علیؑ سے عشق کرنا چاہتا ہوں ×× بڑی حد سے گزرنا چاہتا ہوں
علیؑ کی مدح کوئی سہل کب ہے ×× مگر یہ کام کرنا چاہتا ہوں
خُدایا! لاج رکھ اس آرزو کی ×× درِ حیدرؑ پہ مرنا چاہتا ہوں
مرے وردِ زباں نادِ علیؑ ہے ×× یہی اک ورد کرنا چاہتا ہوں
مجھے ابتک تو دنیا نے سنوارا ×× میں اب خود بھی سنورنا چاہتا ہوں
کہاں ہیں مُشکلیں آئیں مقابل ×× انہیں تسخیر کرنا چاہتا ہوں
سُبوئے معرفت کو دوستو! میں ×× مئے کوثر سے بھرنا چاہتا ہوں

قمر یوں تو مجھے حاصل ہے رفعت
مگر کچھ اور ابھرنا چاہتا ہوں

"کلام"

مولانا حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل
بہ زبان سید حیدر حسین عابدی

لوگ آلِ پیمبرؐ کو سمجھے نہیں ×××××× وحی والہام کے گھر کو سمجھے نہیں
ہیں مسافر یہ صدیوں سے بھٹکے ہوئے ×××××× یعنی اب تک یہ حیدرؑ کو سمجھے نہیں
خیرِ حیدرؑ تو پھر بھی بڑی چیز ہیں ×××××× لوگ سلمانؓ بوذرؓ کو سمجھے نہیں
چار جانب کے چکر لگاتے رہے ×××××× نابلد شہر کے در کو سمجھے نہیں
پارۂ نور بھی اصل میں نور ہے ×××××× لوگ احمدؐ کی دختر کو سمجھے نہیں

دعائے یوم شنبہ (سنیچر)

دعائے یوم السبت صحیفۂ کاملہ کی دعا

استعانت اسم سے تیرے خداوندِ جہاں ×× آمری امداد کو! اے مالکِ کون و مکاں
جو حفاظت چاہتے ہیں تجھ سے اے ربِّ کریم ×× یاالٰہی نام تیرا، ان کا ہے وردِ زباں
اے خدا محفوظ ہر دم حاسدوں سے رکھ مجھے ×× ظالموں کے ظلم سے اللہ دے مجھ کو اماں
ظُلم سے یارب ستمگاروں کے تو محفوظ رکھ ×× مکر بد مکّار کا ہو جائے یارب رائیگاں
میں بجا لاؤں وہ تیری حمد جو اکمل ہو حمد ×× افضل و برتر ہو تیری حمد اے ربِّ جہاں
اقتدارِ کُل کا مالک قادر و حاکم ہے تو ×× علم کُل کا تو ہے عالم، اے خداوندِ جہاں
حکم میں تیرے رکاوٹ ڈال دے کس کی مجال ×× حکم تیرا ٹال دے بندے میں یہ ہمت کہاں
یاالٰہی بھیج رحمت سیدِ لولاکؐ پر ×× رحمتیں ہوں انکی آلِ پاکؑ پر ربِّ جہاں
دل سے تیری نعمتوں کا شکر ہو ایسا ادا ×× ہو سبب یہ برکتوں کا، شکر ہو ایسا بیاں
تیری خوشنودی ہو حاصل شکر ہم ایسا کریں ×× شاملِ فضل و کرم ہو ذکر اے ربِّ جہاں
یاالٰہی کر فرائض اور عبادت میں مدد ×× استعانت کر اطاعت میں رحیمِ دو جہاں
دور رکھ عصیاں سے مجھکو جب تلک زندہ رہوں ×× مجھ کو دے توفیق کارِ نیک کی اے پاسباں
واسطہ قرآن کا میری خطائیں بخش دے ×× یاالٰہی ہوں تلاوت سے منوّر جسم و جاں
نفس و جاں کو ہو خداوندِ جہاں حاصل سکوں ×× دوست گھبرائیں نہ میرا دیکھ کر حالِ زباں
جس طرح پہلے نوازا پہلے انعامات سے ×× تیرے ہی اکرام میں باقی کٹے عمرِ رواں
رحم فرما دے الٰہی نام ہے تیرا رحیم ×× عفو و بخشش اور کرم فرما رحیمِ دو جہاں

(مفہوم منظوم از انجینئر ساجد رضا حیدری)

۱۱۵-۷۸۶-۹۲
یا علی مدد

کلام

مولانا ظفر عباس قمی صاحب
راحت

غدیرِ خُم

قطعہ

میں جامِ غدیری پئے جا رہا ہوں .... جئے جا رہا ہوں جئے جا رہا ہوں

۱- خدا کی قسم میں بہکا نہیں ہوں .... ولایت کی مئے ہے پئے جا رہا ہوں

یہ عظمت بفضلِ الٰہی ملی ہے ..... بحکم خدا کل خدائی ملی ہے

۲- وہ تکمیلِ نعمت ہوئی آج راحت .... سنو حاجیوں کی گواہی ملی ہے

"منقبت"

قصیدے یوں سنائے جا رہے ہیں ×× علیؑ مولا بنائے جا رہے ہیں
علیؑ کے ذکر سے دشمن علیؑ کے ×× مثل انگارہ تپائے جا رہے ہیں
خوشی اتنی کہ مولاؑ بن گئے ہیں ×× میکدے بھی سجائے جا رہے ہیں
علیؑ مولا بنے ہیں تہنیت کو ×× فرشتے ہیں کہ آئے جا رہے ہیں
نبیؐ کے ساتھ جو حج پر گئے تھے ×× وہی واپس بلائے جا رہے ہیں
نبیؐ نے ہاتھ اٹھا کر یہ کہا تھا ×× یہی مولا بنائے جا رہے ہیں
مسلمانو یہ فرمان خدا ہے ×× سنو تم کو سنائے جا رہے ہیں
صدا حق علیٰ خیر العمل کی ×× سنو سلمانؓ سنائے جا رہے ہیں
خدا کا دین کامل ہو گیا ہے ×× نبیؐ یہ ہی بتائے جا رہے ہیں
مدحِ مولا کریں گے آ کے راحت ×× سرِ محفل بلائے جا رہے ہیں

۷۸۶

ظفر عابدی

-۱-

یوم تحسین و مبارکباد ہے
یہ رضاؑ کی محفلِ میلاد ہے

ہم نہیں بھولے یہ ہم کو یاد ہے
جانتے ہیں گیارہ ہویں ذیقعد ہے

دشمنِ دیں ہر طرح برباد ہے
اور مشہد ذہن میں آباد ہے

آٹھواں ساقی کوثر اور ہم
خوبیٔ تقدیر سے دلشاد ہے

پھر نظر ہے جانبِ شہرِ رضاؑ
آج بھی شیعوں پہ استبداد ہے

سوئے مشہد آج ہلیں بچ جائینگے
دام پھیلائے ہوئے صیاد ہے

ہے لقب جس کا رضاؑ ! دم سے علیؑ
وہ بھی حفظِ دین کی بنیاد ہے

سلسلے کی اک کڑی جس کا تقیؑ
خیر سے وہ صاحبِ اولاد ہے

میں رضائے رب کا قیدی ہوں ظفر
میرا دل ہر رنج سے آزاد ہے -

-۲-

فرزند ہیں علیؑ کے محمدؐ ہے انکا نام
دسویں رجب کو آئے جہاں میں نویں امام

آغوشِ خیزران سے پھیلی ضیائے نور
تاریک جتنے جادے تھے روشن ہوئے تمام

تازہ بہار آئی امامت کے باغ میں
پڑھئے درود دل کے ادا کیجئے سلام

اوّل سے تا بہ مہدیؑ آخر ہر ایک نے
ٹھکرا دیا حکومتِ باطل کا ہر نظام

تقویٰ بھی ہے یہی، یہی کردار اہلبیتؑ
لیتے نہیں عدو سے بھی یہ لوگ انتقام

ساقی ترے کرم کا طلبگار میں بھی ہوں
میخانہ والے سے مجھے بھی عطا ہو جام

اس طرح سے ہم اجرِ رسالتؐ ادا کریں
آلِ نبیؐ کے ذکر میں گزریں یہ صبح و شام

تسکینِ قلب و جاں ہے ظفر منقبت مری
اجر و ثواب لطف و کرم حاصلِ کلام

-قطعہ-
ایسا نہیں کہ صرف مرحبا کا جشن ہے عالی وقار ساکن مشہد کا جشن ہے
پڑھتے ہیں جس درود محمدؐ کی آل پر --- آج آٹھویں امام کی مدحت کا جشن ہے

۷۸۶

ظفر عابدی

مری وابستگی محکم ہے شہرِ علم کے در سے
مرا مرنا مرا جینا مرا سب کچھ اسی گھر سے

میں جس جس کا بھی مولا ہوں علیؑ بھی اسکا مولا ہے
پیمبرؐ نے یہ فرمایا غدیرِ خُم کے منبر سے

نبیؐ کا ہر عمل ہے وحیٔ ربّانی کا آئینہ
ملا تاجِ ولایت بھی علیؑ کو حکمِ داور سے

نبیؐ کا جانشیں سو تا رہا تیغوں کے سائے میں
یہ تاریخی حقیقت ہے عیاں ہجرت کے بستر سے

ولی و پیر جو بھی فیض کے دریا بہاتے ہیں
وہ دریا فیض پاتے ہیں ولایت کے سمندر سے

علیؑ کی ہمسری کے شوق میں اہلِ سقیفہ نے
خلافت چھین لی لیکن امامت کیلئے ترسے

مورخ کتنے ہی لفظوں کے پردے ڈالدے لیکن
عیاں کرتی ہے خود تاریخ پس منظر کو منظر سے

غمِ دنیا سے ہرگز وہ کبھی گھبرا نہیں سکتا
ظفر الفت ہو جسکو میثمؑ و سلمانؑ و قنبرؑ سے

- قطعہ -

یہ منظر تم نے کیا خم میں سرِ منبر نہیں دیکھا ..... پیمبرؐ کا وصی دستِ پیمبر پر نہیں دیکھا
رسولِ پاکؐ اعلانِ ولایت منبر بالاں ..... زمیں والوں نے ایسا پھر کبھی منظر نہیں دیکھا

سلام

باقر فیض آبادی

دل میں شبیہہ روضۂ سرورؑ بنائیں گے ..... پھر شمعِ غم سے اسکو منوّر بنائیں گے
میدانِ خم میں اک نیا منبر بنائیں گے ..... اپنا وصی علیؑ کو پیمبرؐ بنائیں گے
خالق نے ایک نور کو دو کر کے یہ کہا ..... اس کو امامؑ اس کو پیمبرؐ بنائیں گے
حق کہہ رہا ہے نادِ علیؑ تم پڑھو نبیؐ ..... اور ہم علیؑ کو فاتحِ خیبر بنائیں گے
یہ کہہ کے حق نے فرشِ نبیؐ پر سُلا دیا ..... ہجرت کی شب علیؑ کو پیمبرؐ بنائیں گے
بنتِ اسدؑ جو آئیں تو خالق نے یہ کہا ..... کعبہ علیؑ کا گھر ہے نیا در بنائیں گے
راہیں کھلیں گی دین کی خندق کی جنگ میں ..... ایمانِ کُل علیؑ کو پیمبرؐ بنائیں گے
نکلے ہیں پیشوائی کو خیمے سے شاہِ دیںؑ ..... مہماں بنا کے حُرؑ کا مقدر بنائیں گے
دے کر پسر حسینؑ کو معبود نے کہا ..... اکبرؑ کو ہم شبیہہ پیمبرؐ بنائیں گے
پامال ہونے پائے نہ میّت صغیر کی ..... مقتل میں شاہ تربتِ اصغرؑ بنائیں گے
اہلِ حرم کو لوٹ کے خیمے جلا دیئے ..... سجّادؑ کو اسیرِ ستمگر بنائیں گے
پامال لاش ہو گئی ٹکڑے بکھر گئے ..... قاسمؑ کی قبر کسطرح سرورؑ بنائیں گے

باقر سلامِ سبطِ نبیؐ دل سے کہہ کے دیکھ
تجھکو ترے امامؑ سخنور بنائیں گے

نعتِ رسولؐ

از شمس ملیح آبادی

-۱-

ذکرِ شہِ بطحا سے جو شخص گریزاں ہے
اللہ کی قربت سے محروم وہ انساں ہے

-۲-

ہر شخص پہ واجب ہے تعظیم محمدؐ کی
تعظیمِ محمدؐ کی سرمایۂ ایماں ہے

-۳-

قرآن ہے سرچشمۂ تہذیب و تمدن کا
تعظیمِ محمدؐ سے دنیا میں چراغاں ہے

-۴-

کیسے اسے پہچانے کیا کوئی بشر جانے
کس منزلِ عظمت پر وہ شاہِ رسولاں ہے

-۵-

منزل اسے ملتی ہے عرفانِ الٰہی کی
سلمان سا جس دل میں عشقِ شہِ ذیشاں ہے

-۶-

اللہ رے آقا کے جلوؤں کی فراوانی
طیبہ کا ہر اک ذرہ خورشید بداماں ہے

-۷-

اے کاش مدینے میں پیغامِ اجل آئے
اے شمس مرے دل میں بس ایک ہی ارماں ہے

نبیؐ کے در کا اک ادنیٰ گدا ہوں
مگر شاہوں سے رتبے میں بڑا ہوں

بہت ہی مطمئن ہوں اس کرم سے
غلامانِ غلامِ مصطفےٰؐ ہوں

مجھے کچھ ڈر نہیں روزِ جزا کا
ثنا خوانِ حبیبِ کبریا ہوں

مجھے خواہش نہیں دنیائے دوں کی
رہینِ عشقِ محبوبِ خدا ہوں

ادھر بھی چشمِ رحمت میرے آقا
مرے مولا بہت بے آسرا ہوں

لکھی ہے نعتِ آقا جب سے میں نے
نصیبے کا منور ہو گیا ہوں

بلاوا شمس کا بھی آ گیا ہے
مدینہ گھومنے کو جا رہا ہوں

۱- عرشِ بریں پہ ماہ و اختر جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ
شہرِ مدینہ فرشِ زمیں پہ جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ

۲- رحمتِ عالم شافعِ محشر جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ
آقا ہیں مولا کے دلبر جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ

۳- ذاتِ اقدس فیض پیہم، باتیں ان کی خلق مجسم
روشن روشن چہرۂ انور جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ

۴- مہکی مہکی بھینی بھینی خوشبوئیں آتی ہیں کیسی
آمنہ بی کا بیتِ منور جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ

۵- کون بشر ہے اللہ والا عرش سے آیا جس کا بلاوا
دیدنی ہے آکاش کا منظر جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ

۶- میرا نبی اللہ کا محرم، میرا نبی ہے رحمتِ عالم
سارے انسانوں کا رہبر جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ

۷- میرے آقا میرے مولا شمس بھی ہے اک تیرا منگتا
کر دے اسکا دور دلدر جھلمل جھلمل جگمگ جگمگ

منقبت

سید آفتاب حسین آفتاب

بسا ہے آلِ محمدؐ کا پیار آنکھوں میں ــــ مچل رہی ہے نسیمِ بہار آنکھوں میں

چراغ ایسا جلایا کہ پھر بجھا نہ کبھی ــــ غمِ حسینؑ ہے اِن اشکبار آنکھوں میں

جہاں میں نورِ محمدؐ کی روشنی ہوگی ــــ وہ .... امتؐ کا پیار آنکھوں میں

میں دیکھ آیا ہوں جب سے حسینؑ کا روضہ ــــ بسا ہوا ہے ابھی تک خمار آنکھوں میں

علیؑ کے چاہنے والوں کی حد نہیں کوئی ــــ کرے گا کس طرح کوئی شمار آنکھوں میں

حسینؑ والے محبت کا درس دیتے ہیں ..... نہیں وہ رکھتے کبھی انتشار آنکھوں میں

ہمارے پانچ ہیں بارہ ہیں اور بہتر ہیں (۵) (۱۲) (۷۲) ..... نہیں ہے ان کے سوا کوئی بار آنکھوں میں

وہ آئیں گے تو ہماری تو عید ہووے گی ــــ نہیں ہے خوفِ قیامت کا بار آنکھوں میں

دیارِ غیر پہ سر کو جھکا نہیں سکتے ..... لئے جو بیٹھے ہیں ہم انتظار آنکھوں میں

وہ آئیں گے تو علیؑ پڑھیں گے پیچھے نماز ..... لئے وہ بیٹھے ہیں تصویرِ یار آنکھوں میں

کسی کے دل میں نجف اور کسی کے کرب و بلا ..... بسا مدینہ بھی ہے بے شمار آنکھوں میں

نماز، روزہ رکھیں اور شہؑ کا ماتم بھی ..... جبھی تو دیکھو گے مولا کے پیار آنکھوں میں

نقاب رخ سے ہٹا دیجئے خدا را ..... نہیں ہے اب کوئی طاقت ہماری آنکھوں میں

نکل کے آ گیا مرضی سے ڈوبا مغرب میں ..... تھا آفتابِ قیامت کا پیار آنکھوں میں

میں آفتاب قیامت کا ذکر کرتا ہوں ..... جبھی تو رکھتا ہوں گردِ حصار آنکھوں میں

نعت کے دو اشعار

منقبت خواں
سید ساجد عباس رضوی
[redacted]

خود بخود دل کی کلی آج کھلی جاتی ہے + ایسا لگتا ہے مدینے سے ہوا آتی ہے
چپے چپے پہ حکومت ہے تمہاری قائم + ذرّے ذرّے سے محمدؐ کی صدا آتی ہے

ذہین حیدر ذہنی مرحوم

—x—x—x—x—x—x—x—

جناب فاطمہؑ زہرا کی شان میں کیف کرمانی کے چند اشعار

فاطمہؑ کی انتظار میں

جنتیں ہیں رہ گزار میں + فاطمہؑ کے انتظار میں
در پہ روز و شب کھڑی ملیں + سب فضیلتیں قطار میں
ہے ردائے فاطمہؑ عجب + آیتیں ہیں تار تار میں
دینِ مصطفےٰ ؐ اپلا بڑھا + تیری ذات کے حصار میں
کب سے زندگی ہے کیف کی + چشمِ نم کے اختیار میں

کیف کرمانی (انڈیا)

دوستو صاحبِ کردار بنو (محسن نقوی)

رونقِ شاخِ سردار بنو + وقت کے میثمِ تمار بنو
لشکرِ ظلم سے لڑنے کیلئے + دستِ مظلوم کی تلوار بنو
جبر کے سر کو جھکانے کیلئے + صبرِ سجادؑ کا معیار بنو
ہاتھ سے ہاتھ نہ چھٹنے پائے + آہنی عزم کی دیوار بنو
تم سے زنداں بھی لرز جائینگے + جراتِ جذبۂ مختار بنو
سرخرو حشر میں ہونا ہے اگر + دوستو صاحبِ کردار بنو۔

اصولِ دین نہ بچتا جو کربلا والے
ورق ورق پہ کہانی بکھر گئی ہوتی
نہ بچ گیا اسے سجدۂ حسینؑ کا ورنہ
نماز عصر کے ہنگام ہی رکی ہوتی
محسن نقوی

از عباس زیدی گنگوہی
چیمبر آف کامرس بلڈنگ
ایوانِ تجارت روڈ
پوسٹ بکس نمبر 5395

محفلِ مقاصدہ بسلسلۂ یوم ولادت
حضرت عباسؑ علمدار۔ بمکان علامہ طالب جوہری
گلشنِ اقبال ۵۔ کراچی

"نذرانۂ عقیدت"
حضرت عباسؑ کی خدمت میں

گھر میرا زمیں تنگ پرانے در و دیوار xxx باہر در و دیوار کے میدان ہے ہموار
میدان قدم بوس تو پرواز یت من تول xxx ٹھہرے گا کہاں ڈوبے ماضی کا گنہگار
شرطِ بدنہ محدود۔ نہ پروازِ تن محدود xxx دعوت کھلی دعوت کھلی دعوت کی طلبگار
ماضی کی دوربین۔ حقائق کی چھان بین xxx بیٹے نے دیا حکم تو لکھنے پڑے اشعار
عنوان دیا سخت۔ فسانہ نہیں تاریخ xxx تاریخ کی سرخی نہیں محتاج علمدار
دعوت بھی دی عباسؑ کو عباسؑ کی دعوت xxx عباسؑ کی چوکھٹ پہ ہے عباسؑ گرفتار
عباسؑ وہ عباسؑ شہیدانِ کربلا xxx اک دو نہ کر شمار بہتر شریک کار
قرآن پڑھ رسولؐ پڑھ آگے سرِ حسینؑ xxx ہر موڑ کربلا ہے شہیدوں کی یادگار
پڑھنا پڑے مزید شریعت کے بال و پر xxx موسیٰؑ کو دے خراج کہ چالو ہے روزگار
بچے، جواں، ضعیف، مسلمان عورتیں xxx مل بیٹھ ایک نیک شریعت کے ٹھیکیدار

ڈوبا ہیئت کہیں! مجھے تیر اکیت ملی xxx عباسؑ کے خیر نے دریا ہیئت جودی
قرآن بولتا ملا کنڈن بھی دستیاب xxx کرب و بلا نچوڑ شہیدوں کا انتخاب
آواز ایک نیک تھی یا لاالٰہی تھی xxx موسیٰؑ سے چل کے آئی تھی ختم الرسلؐ گئی
مشکل تھا دینیات اُترنا خدائی کا xxx قانونِ کربلا نے جگر حوصلہ دیا

منقبت

۷۸۷، ۵۸۲، ۷۸۶ ۱۲۵۳، ۲۳۵/

غریب امروہوی

انا اصطفینا آدمؑ نوحؑ ابراہیمؑ و آل ابراہیمؑ و آلِ عمران اللعالمین الحمدللہ رب العالمین

بیاں ممکن نہیں ہے اوجِ حضرتؑ کا جو پایا ہے ..... ابوطالبؑ کی مدح کرنے کو قرآں آیا ہے
فضائل کیا بیاں عزوں سے ہونگے ابوطالبؑ ..... کہ ہم نے دس منٹ کے واسطے بخت پایا ہے
مسلمانوں نے ابوطالبؑ کو کافر کیوں بنایا ہے ..... بہت سوچا بس اک نکتہ سمجھ میں اپنی آیا ہے
مسلماں کے چچا تایا کو مارا مرتضیٰؑ نے ہے ..... انہیں کا بدلہ لینے کیلئے شوشہ لگایا ہے
ہمارا حج دینِ ابراہیمؑ کا عمران کے گھر میں ..... ابوطالبؑ موحد ہیں نبیؐ گھر ان کے آیا ہے
عشیرہ ہے ابھی تاریخ میں قرآں میں سورۃ ..... یہ حلوہ خور ملاّ نے عبث غوغا مچایا ہے
خدا کہتا ہے کاموں کو ابوطالبؑ کے میرے ہیں ..... قرآں میں تا ابد اللہ نے اعلان کرایا ہے
ہزاروں شعر لکھے مدح میں کس نے محمدؐ کی ..... ابوطالبؑ کی ذاتِ پاک پہ ابرِ رحمت کا سایا ہے
لئے شمشیر برہنہ کھڑا ہے کون محفل میں ..... ابوجہلوں کے شر سے دیکھو تو کس نے بچایا ہے
پڑھا لو آج بندوق سے کوئی ہے مولوی اپنا ..... محمدؐ کا نکاح بولو کہو کس نے پڑھایا ہے
خدیجہؑ کی وہ دولت اور ابوطالبؑ کی طاقت نے ..... بڑے نمرودوں کو آخر اسی در پر جھکایا ہے
ابوطالبؑ کے پوتے آج بھی دیں کے محافظ ہیں ..... انہی کی آل نے اب تک نبیؐ کا دین بچایا ہے
رہینگے حشر تک کثرت سے جاہل قرآں کہتا ہے ..... ہمیں اللہ نے واللہ کثرت سے بچایا ہے
پڑھو قرآں میں دیکھو بڑی سورۃ منافق ہے ..... دیگر احزاب ہے تاریخ نے نقشہ بنایا ہے
کبھی کافر سے پہنچا ہی نہیں نقصان سیّد کو ..... ہمیشہ کلمہ گویوں نے ہی زہراؑ کو رلایا ہے
جو کافر تھے بنے آکر منافق کلمہ پڑھ پڑھ کر ..... انہیں کی نسلوں نے اب تک ہمارا گھر جلایا ہے
دیا اجرِ رسالت یہ منافق کلمہ گویوں نے ..... سوارِ دوشِ احمدؐ کو سرِ نیزہ چڑھایا ہے
لیا تھا کھیت جنگ میں ابوطالبؑ کے پوتے نے ..... لکھا تاریخ نے واضح احد بدلہ چکایا ہے
یزیدی اٹھ رہے ہیں پھر عزاداری کے قاتل ہیں ..... خدارا ہوش میں آؤ محرم سر پہ آیا ہے
ہمارا اجر ہے اتنا مودت ان سے کرتے ہیں ..... خدا نے اور نبیؐ قرآں نے خود سے بتایا ہے
یہ سازش ہو رہی ہے ہر طرف روکیں عزاداری ..... عزاداروں نے ہر چہرہ منافق کا دکھایا ہے
جہاد ہم کر نہیں سکتے دفاع کا حق تو حاصل ہے ..... ہزاروں قتل مومن ہو چکے نہیں ہوش آیا ہے
جواں گر متوا اٹھیں اب بھی ختم سب لشکری ہونگے ..... نہیں مختار کی صورت کو فائدہ اتنا آیا ہے
بناسی ہیں لکھا غریب نے سمجھا نہیں اب تک ..... بل منبر باز ملاّ نے فقط پیسہ کمایا ہے

سلام

غریب امروہوی

اہلِ محشر جب چلینگے واسطے میزان کے ..... واں نتیجے مل رہے ہونگے ہر اک ایمان کے
علم تو اک نور ہے ملتا نہیں ہر ایک کو ..... مرتبے اعلیٰ لکھے ہیں حضرتِ انسان کے
لو اصحابِ مصطفےٰؐ تو قبیل پہلے ہو چکے ..... سورۂ احزاب نے جوہر لکھے سبحان کے
شیعۂ آلِ محمدؐ کا ایمان تو ثابت ہی ہے ..... اور علیؑ ہے کلِ ایماں چرچے ہیں اعلان کے
پرسشِ اعمال کی فرصت کہاں ہوگی غریب ..... ہم قصیدے پڑھ رہے ہونگے وہاں عمران کے

کروڑوں درود، کروڑوں سلام ..... محمدؐ و آلِ محمدؐ کے نام
یہ مصدر جہاں ہیں ہے لولاک قرآں ..... انہیںؑ سے قائم جہاں کا نظام
بھکاری ہیں جس در پہ شاہ و گدا ..... ہے غریب اس در کا ادنیٰ غلام
ہے شاہوں سے اعلیٰ ہے رفعت مری ..... مدح کے صلے میں ملا ہے انعام
غریب اپنی ڈیوٹی ہے مدحِ محمدؐ ..... جہاں بھی لگائیں لو حاضر ہے عبد

کونین کے شاہوں کی ثنا اور کہاں میں ..... لاریب سخی ہیں وہ جسے چاہیں نوازیں
اقلیمِ سخن میں ہے غریب ایک تونگر ..... گو اہلِ سخن اور بہت سے ہیں جہاں میں
لا علم کو وہ علم دیں کمزور کو طاقت ..... جو مانگے گدا پوری ہو ہر ایک کی حاجت

خدا کی حمد ولی کی ثنا کروں گا سدا ..... بڑے بڑوں نے نہ پایا وہ مجھ کو اوج ملا
مرا نصیب کہ دنیا میں مال و زر کی جگہ ..... بلندی بزم میں دیدی اب اور چاہئے کیا
غریب مرا تخلص بھی اک بہانہ ہے ..... بلند شاہوں سے غریب ہے دکھانا ہے

نعت کے دو اشعار

منقبت خواں
سید ساجد عباس رضوی
[redacted]

خود بخود دلِ کی کلی آج کھلی جاتی ہے + ایسا لگتا ہے مدینے سے ہوا آتی ہے
چپے چپے پہ حکومت ہے تمہاری قائم + ذرّے ذرّے سے محمدؐ کی صدا آتی ہے

ذہین حیدر ذہنی مرحوم

—x—x—x—x—x—x—x—

جناب فاطمہؑ زہراؑ کی شان میں کیف کرمانی کے چند اشعار

فاطمہؑ کی انتظار میں

جنتیں ہیں رہ گزار میں + فاطمہؑ کے انتظار میں
در پہ روز و شب کھڑی ملیں + سب فضیلتیں قطار میں
ہے ردائے فاطمہؑ عجب + آیتیں ہیں تار تار میں
دینِ مصطفٰےؐ پلا بڑھا + تیری ذات کے حصار میں
کب سے زندگی ہے کیف کی + چشمِ نم کے اختیار میں

کیف کرمانی (انڈیا)

دوستو صاحبِ کردار بنو (محسن نقوی)

رونقِ شاخِ سردار بنو + وقت کے میثمِ تمار بنو
لشکرِ ظلم سے لڑنے کیلئے + دستِ مظلوم کی تلوار بنو
جبر کے سر کو جھکانے کیلئے + صبرِ سجادؑ کا معیار بنو
ہاتھ سے ہاتھ نہ چھٹنے پائے + آہنی عزم کی دیوار بنو
تم سے زنداں بھی لرز جائینگے + جرأتِ جذبۂ مختار بنو
سرخرو حشر میں ہونا ہے اگر + دوستو صاحبِ کردار بنو۔

اصولِ دین نہ بچاتا جو کربلا والے
ورق ورق پہ کہانی بکھر گئی ہوتی
بچا گیا اسے سجدہ حسینؑ کا ورنہ
نماز عصر سے پیاسی ہی رہ گئی ہوتی
محسن نقوی

از عباس زیدی گنگوہی
چیمبر آف کامرس بلڈنگ
ایوان تجارت روڈ
پوسٹ بکس نمبر 5395

محفلِ مقاصدہ بسلسلۂ یومِ ولادت
حضرت عباسؑ علمدار - بمکان علامہ عرفان حیدر عابدی
گلشنِ اقبال ۵ - کراچی

"نذرانۂ عقیدت"
حضرت عباسؑ کی خدمت میں

گھر میرا زمیں تنگ پرانے در و دیوار ××× باہر در و دیوار کے میدان ہے ہموار
میدان قدم بوس تو پرواز بیت منتول ××× ٹھہرے گا کہاں ڈوبے ماضی کا گنہگار
شرطِ بدن محدود - پرواز تن محدود ××× دعوت کھلی دعوت کھلی دعوت کی طلبگار
ماضی کی دوربین - حقائق کی چھان بین ××× بیٹے نے دیا حکم تو لکھنے پڑے اشعار
عنوان دیا سخت فسانہ نہیں تاریخ ××× تاریخ کی سرخی نہیں محتاجِ علمدار
دعوت بھی دی عباسؑ کو عباسؑ کی عزت ××× عباسؑ کی چوکھٹ پہ ہے عباسؑ گرفتار
عباسؑ وہ عباسؑ شہیدانِ کربلا ××× اک دو نہ کر شمار بہتر شریک کار
قرآن پڑھ رسولؐ پڑھ آگے سرِ حسینؑ ××× ہر موڑ کربلا ہے شہیدوں کی یادگار
پڑھنا پڑے مزید شریعت کے بال و پر ××× موسٰیؑ کو دے خراج کہ چالو ہے روزگار
بچے، جوان، ضعیف، مسلمان عورتیں ××× مل بیٹھ ایک نیک شریعت کے ٹھیکیدار

ڈوبا ئیت کہیں! مجھے تیرا کیت ملی ××× عباسؑ کے خمیر نے دریا ئیت جودی
قرآن بولتا ملا کنزن بھی دستیاب ××× کرب و بلا نچوڑ شہیدوں کا انتخاب
آواز ایک نیک تھی یا لاالٰہی تھی ××× موسٰیؑ سے چل کے آئی تھی ختم الرسلؐ گئی
مشکل تھا دینیات اترنا خدائی کا ××× قانونِ کربلا نے جگر حوصلہ دیا

ہم پلہ آدمی کے کلیجہ دکھا مجھے xxx دے چوٹ کا، دکھے چوٹ کا مجھے
پس پس کے رنگ سبز تو پڑھ لو خدا کے بعد xxx ٹکرائے آدمی تو پڑھوں کربلا کے بعد
آب و ہوا ہے آگ ہے مٹی مشاہدات xxx اجزائے تن خمیرِ بدن، موجد حیات
قابیل زندگی کا سبق ابتدا کے بعد xxx ردِ عمل علاج ملا، کربلا کے بعد
سورج کی کیمیائی الگ دعوتِ حیات xxx وحدانیت ملا کشتی بھرتی ہے کائنات
شمس و قمر حیات کے معنی بدل گئے xxx دن کی شکل میں آئے اندھیری شکل گئے
سورج پڑھوں زمین پڑھوں آسماں پڑھوں xxx گردش تھے۔ حیات کے معنی تو پوچھ لوں
ٹھہراؤ کائنات۔ نہ سلجھاؤ صبح و شام xxx زندہ بدن حیات۔ فقط آدمی کا نام
موسیٰ نے دی خدائی پڑھا طور کا مزاج xxx اک ہاشمی قبیل نے رکھ لی خدا کی لاج
قابیل تا یذید زمانہ بدل چکا xxx انسان کا مزاج ہے معنی لا الٰہ
لڑتی نہ دینیات جکڑتی نہ کربلا xxx یزداں کے پاس تھا کوئی سانچہ حیات کا
زندہ بدن وجود کا پڑھنا نہیں محال xxx انسانیت سموئے خداوند خدو خال
مٹی بدن خمیر۔ نچوڑے ہے کائنات xxx موت و حیات کاٹ نہ ٹکراؤ گردشات
انساں نے گردشات کے حلیے بدل دیئے xxx نمٹا جو کربلا سے خدائی کے دن پھرے

گردش حیاتیات کا مجھ سے پتہ نہ لے
ڈر کربلا سے موت کے سانچے نہ توڑ دے

برائے کتب خانہ امام علی رضاؑ
2

۶۸۶/۱۱۰

چند اہم سوالات اور انکے جواب

تالیف

الحاج پروفیسر سید زین العابدین

مع

کلام شعراء

سالانہ محفل

بلاقیمت

علی پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۵۳۹۵ کراچی

۲۹۷
۰۷۶
ز
۹۳
چ